ماہنامہ

احمدیہ گزٹ کینیڈا

نومبر 2021ء

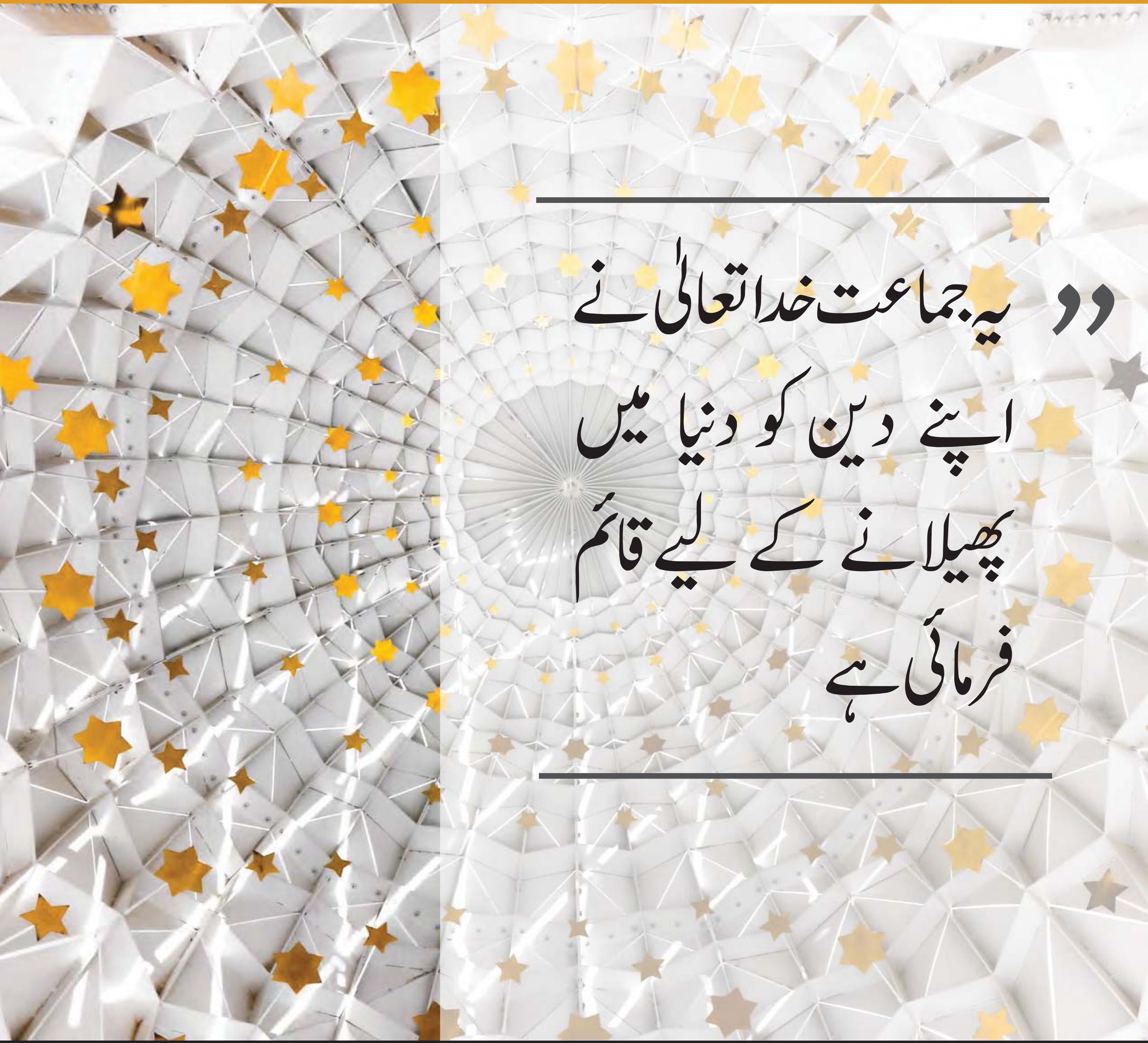

”یہ جماعت خدا تعالیٰ نے اپنے دین کو دنیا میں پھیلانے کے لیے قائم فرمائی ہے

وقفِ جدید کے لئے دنیا بھر میں بسنے والے احمدیوں کی قربانی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

" اللہ کے فضل سے جماعت کو اس سال (2020ء) کے دوران میں ایک کروڑ پانچ لاکھ تیس ہزار پاؤنڈز (10,530,000) کی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔ یہ وصولی گزشتہ سال سے آٹھ لاکھ ستاسی ہزار پاؤنڈز زیادہ ہے۔ الحمدللہ۔ اب یہ کسی انسانی کوشش کا نتیجہ نہیں ہوسکتی۔ یہ خالص اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔... اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔ ان کو روحانی ترقی بھی عطا فرمائے۔ (آمین!)

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 29 جنوری 2021ء صفحہ 9)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

تحریک وقفِ جدید

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

نومبر 2021ء   جلد نمبر 50   شمارہ 11

فہرست مضامین

★ قرآن مجید	2
★ حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
★ ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
★ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
★ تحریک وقفِ جدید کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ 8 جنوری 2020ء سے چند اقتباس	11
★ تحریک وقفِ جدید کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے چند ارشادات از سلطان نصیر احمد صاحب	13
★ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے ازمکرم مولانا آصف احمد خاں صاحب	15
★ حضرت مولوی نظام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف ادرحمہ ازمحترمہ فرخ دلدار احمد صاحبہ	19
★ نماز کی حقیقت ازشعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا	21
★ درخت لگانے کی ایک بابرکت تحریک ازشعبہ زراعت جماعت احمدیہ کینیڈا	22
★ عمرہ کی سعادت ازمکرم گروپ کیپٹن (ر) امجد احمد صاحب	23
★ سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ: فوائد اور نقصانات ازعطاء القدوس صاحب	25
★ بعض دیگر مضامین، منظوم کلام اور اعلانات	27

نگران

ملک لال خاں

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ

مولانا ہادی علی چوہدری

مدیران

ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیر

شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی

محمد اکرم یوسف

معاونین

مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابدؔ

تزئین وزیبائش

شفیق اللہ اور منیب احمد

مینیجر

مبشر احمد خالدؔ

رابطہ

editor@ahmadiyyagazette.ca

Tel: 905-303-4000 ext. 2241

www.ahmadiyyagazette.ca

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَنۡ ذَالَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗۤ اَضۡعَافًا کَثِیۡرَۃً ؕ وَاللّٰہُ یَقۡبِضُ وَیَبۡصُۜطُ ۪ وَاِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۰﴾

(سورۃ البقرۃ 246:2)

246۔کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے تا کہ وہ اس کے لیے اسے کئی گنا بڑھائے اور اللہ رزق قبض بھی کر لیتا ہے اور کھول بھی دیتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَھُمۡ بِالَّیۡلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً فَلَھُمۡ اَجۡرُھُمۡ عِنۡدَ رَبِّھِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۰﴾

(سورۃ البقرۃ 275:2)

275۔ وہ لوگ جو اپنے اموال خرچ کرتے ہیں رات کو بھی اور دن کو بھی، چھپ کر بھی اور کھلے عام بھی، تو ان کے لیے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عَنۡ أَسۡمَاءَ بِنۡتِ أَبِیۡ بَکۡرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمَا أَنَّھَا جَاءَ تۡ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تُوۡعِیۡ فَیُوۡعِیَ اللّٰہُ عَلَیۡکِ ارۡضَخِیۡ مَا اسۡتَطَعۡتِ ۔

(صحیح بخاری . کتاب الزکوٰۃ . بحوالہ مالی قربانی: ایک تعارف، صفحہ 12-13)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ اپنی نسبتی ہمشیرہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی گن گن کر ہی دیا کرے گا۔ اپنے روپوں کی تھیلی کا منہ (بخل کی راہ سے) بند کر کے نہ بیٹھ جانا ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا۔ جتنی طاقت ہے دل کھول کر خرچ کیا کرو۔

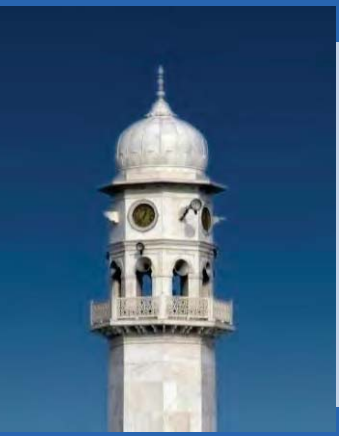

یہ وقت پھر ہاتھ نہیں آئے گا

”ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے۔ جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے، وہ سلسلہ کے مصارف کے لئے ماہ بہ ماہ ایک پیسہ دیوے۔ اور جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ماہوار ادا کرے۔...

ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہئے۔ تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے۔ اگر بے ناغہ ماہ بہ ماہ ان کی مدد پہنچتی رہے گو تھوڑی مدد ہو۔ تو وہ اس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کر کے پھر کسی وقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے۔ ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔

عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔“

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 83)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے

ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ ستمبر 2021ء کے خلاصہ جات

خلاصہ خطبہ جمعہ 03 ستمبر 2021ء

ایک ہیرا تھا جو ہم سے جدا ہو گیا ہے، عزیزم سید طالع احمد شہید کے درخشندہ اوصاف کا تذکرہ

اے پیارے طالع! میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً تم نے اپنے وقف اور عہد کے اعلیٰ ترین معیاروں کو حاصل کر لیا۔

کسی نے خواب بھی دیکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک جگہ کھڑے ہیں اور طالع دوڑتا ہوا جا کر آپؐ سے چمٹ جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ بھی اسے چمٹا کر کہتے ہیں کہ آ میرے بیٹے خوش آمدید!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 03 ستمبر 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ دنوں ہمارے ایک بہت ہی پیارے بچے اور واقفِ زندگی عزیزم سید طالع احمد ابن سید ہاشم اکبر کی گھانا میں شہادت ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

23 اور 24 اگست 2021ء کی درمیانی شب ایم ٹی اے کی تین رکنی ٹیم غانا کے ناردرن ریجن میں ریکارڈنگ کر کے کماسی آ رہی تھی کہ راستے میں سوا سات بجے کے قریب ڈاکوؤں کی فائرنگ سے عزیزم سید طالع احمد اور عمر فاروق صاحب زخمی ہو گئے۔

سید طالع احمد محترمہ امۃ اللطیف بیگم صاحبہ اور سید میر محمد احمد صاحب کے نواسے، قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑنواسے اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑپوتے تھے۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چھوٹے بھائی تھے۔ اس لحاظ سے ان کا سلسلہ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملتا ہے اور پھر قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رشتہ قائم ہوتا ہے۔ مرحوم مرزا غلام قادر شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے داماد بھی تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی اور تحریکِ وقفِ نو میں شامل تھے۔

آپ نے بائیومیڈیکل سائنس میں ڈگری حاصل کرنے کے بعد جرنلزم میں ماسٹرز کیا تھا۔ 2013ء میں زندگی وقف کی اور پھر مختلف دفاتر میں کام کرنے کے بعد 2016ء میں آپ کی ایم ٹی اے نیوز میں کل وقتی تقرری ہوئی جہاں انہوں نے دستاویزی فلمیں بنائیں اور ہفتہ وار پروگرام This week with Huzur کی تو انہوں نے ہی طرح ڈالی تھی۔ اپنی مقامی جماعت اور پھر خدام الاحمدیہ کے تحت بھی خدمات کا موقع ملا۔

عزیزم طالع کو معیار کے مطابق اپنا کام ختم کرنے کا غیر معمولی جوش تھا، جس کے لیے وہ کسی خطرے کی پروا نہیں کرتے تھے۔ ان کی شہادت کے واقعے سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ ٹمالے کے زونل مشنری کے مطابق انہیں رات کو سفر کرنے سے احتیاط کا مشورہ دیا گیا تھا تاہم انہوں نے وقت کی تنگی اور بہت سے کام کی وجہ سے یہی مناسب سمجھا۔ جماعتی املاک اور وقت کی اتنی قدر تھی کہ راستے میں بھی لیپ ٹاپ پر اپنا کام کر رہے تھے کہ Mpaha جنکشن کے قریب ڈاکوؤں نے گاڑی پر فائرنگ کر دی۔ آپ کی کمر پر گولی لگی اور بہت سا خون بہہ گیا۔ پہلے پولی کلینک میں ان کا میڈیکل ٹریٹمنٹ ہوا اور پھر ٹمالے ٹیچنگ ہسپتال جاتے ہوئے راستے میں واقعہ کے تقریباً ساڑھے چار گھنٹے کے بعد ان کی وفات ہو گئی۔

عمر فاروق صاحب کہتے ہیں کہ طالع کا سر میری ران پر تھا اور وہ بار بار مجھ سے یہی پوچھتے تھے کہ کیا ہمارے اس واقعے کی حضورِ انور کو اطلاع ہو گئی ہے۔ خون ضائع ہو جانے اور حد درجہ تکلیف کے باوجود ہسپتال جاتے ہوئے انہوں نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ فائرنگ کے دوران میں نے لیپ ٹاپ اور دوسری قیمتی اشیا گاڑی کی پچھلی نشستوں کے نیچے دھکیل دی ہیں، وہاں محفوظ ہیں، انہیں نکال لینا۔ اس قدر زخمی ہونے کے باوجود انہیں جماعتی اموال اور تاریخ کے محفوظ ہونے کی فکر تھی۔ عمر فاروق صاحب کہتے ہیں کہ راستے میں بار بار مجھے کہتے کہ

Tell Huzur that I love him and tell my family that I love them.

حضورِ انور نے فرمایا کہ ایک ہیرا تھا جو ہم سے جدا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو خلافت کے وفا شعار اور دین کو مقدم رکھنے والے عطا فرماتا رہے لیکن اس کا نقصان ایسا ہے جس نے ہلا کر رکھ دیا ہے۔ وہ وقف کی روح کو سمجھنے والا اور اپنے عہد کو حقیقی رنگ میں نبھانے والا پیارا وجود تھا۔ اسے دیکھ کر مجھے حیرت ہوتی اور اب تک ہوتی ہے کہ اس دنیاوی ماحول میں پلنے والے بچے نے اپنے وقف کو سمجھا، اسے نبھایا اور پھر اسے انتہا تک پہنچا دیا۔ وہ بزرگوں کے واقعات کو پڑھتا تا کہ انہیں زندگی کا حصہ بنائے۔ خلافت سے وفا اور اخلاص کا ایسا ادراک، دین کا گہرا علم رکھنے والے بھی نہیں سمجھتے۔ شاید دو تین سال پہلے اس نے خلافت سے تعلق اور پیار کے اظہار پر مشتمل ایک نظم لکھی تھی۔ جو اس نے اپنے ایک دوست کو دی اور کہا کہ اپنے پاس رکھ لو اور کسی کو دکھانی نہیں ہے۔ اس نظم کو شروع اس طرح کیا ہے کہ میں خلیفہ وقت سے سب سے زیادہ پیار کرتا ہوں اور ختم یوں کیا ہے کہ خلیفہ وقت سے مجھے جو پیار اور محبت ہے وہ انہیں کبھی پتا نہیں چلے گی۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اے پیارے طالع! تمہارے ان آخری الفاظ سے پہلے بھی مجھے پتا تھا، تمہارے ہر عمل، ہر حرکت و سکون، تمہاری آنکھوں کی چمک اور چہرے کی ایک عجیب قسم کی رونق سے اس محبت کا اظہار ہوتا تھا۔ مجھے شاید ہی کسی میں اس محبت کا اظہار نظر آتا ہو۔

اسے اپنے کام سے اگر لگاؤ تھا تو اس لیے تا کہ اس کے ذریعے اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کا دفاع کر سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تدفین کے وقت میرے دائیں طرف آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کون کھڑا ہے۔ اس موقع پر اس تیرہ سالہ لڑکے نے شاید یہ عہد کیا تھا کہ میں نے خلیفۂ وقت کا مددگار بننا ہے۔ اس نے تعلیم مکمل کی اور سالوں بعد اس عہد کو نبھایا اور خوب نبھایا اور شہید ہو کر بتا گیا کہ میں خلافت کا حقیقی مددگار ہوں۔

اے پیارے طالع! میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً تم نے اپنے وقف اور عہد کے اعلیٰ ترین معیاروں کو حاصل کر لیا۔ وہ خلیفۂ وقت کے الفاظ پر عمل کی کس کس طرح کوشش کرتا تھا اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ مربیان سے بعض میٹنگز میں، میں نے کہا تھا کہ مربیان کو ایک گھنٹے کے قریب تہجد پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ عزیز طالع نے اس پر عمل کرنے کی کوشش شروع کر دی۔

وہ خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرد ہونے کی حیثیت سے افرادِ خاندان کے لیے بھی وفا اور اخلاص کا ایک نمونہ قائم کر گیا ہے۔ وہ واقفینِ زندگی کے لیے بھی حیرت انگیز نمونہ تھا۔ اس نے مالی تنگی یا الاؤنس تھوڑا ہونے کا کبھی شکوہ نہیں کیا۔ وہ خدا سے یہی دعا کرتا کہ اے اللہ! مجھے تنگی نہ دینا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ میں اس کی وفا کو تو کچھ حد تک جانتا تھا لیکن اس کی نیکی اور تقویٰ کے معیار بہت اونچے تھے۔

☆ عامر سفیر صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ طالع بہت ساری صلاحیتوں کے مالک تھے۔ وہ کسی پراجیکٹ پر صفر سے کام شروع کرتے اور اسے قابلِ فخر چیز بنا دیتے۔

☆ قدوس عارف صاحب صدر خدام الاحمدیہ یوکے کہتے ہیں کہ میرا بچپن سے اس کے ساتھ تعلق تھا۔ اس نے حضرت ملک غلام فرید صاحب کی شارٹ کمنٹری اور فائیو والیم کمینٹری بڑی تفصیل سے پڑھی ہوئی تھی۔

☆ اہلیہ سطوت صاحبہ کہتی ہیں کہ آنحضور ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ آپؐ کے ذکر پر بچوں کی طرح روتا تھا۔ بیٹے طلال کو آنحضور ﷺ کی کہانیاں سناتا تو ہچکیاں لے کر روتا۔ بیٹا کرسچن سکول میں پڑھتا تھا تو اسے سکول لے جاتے ہوئے سورۃ اخلاص دہراتا جاتا تھا۔ کبھی یہ خیال آتا کہ خلیفۂ وقت کو کوئی بات ناپسند گزری ہے تو تہجد میں بلک بلک کر اللہ تعالیٰ سے معافیاں مانگا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ پر بڑا غیر معمولی توکل تھا اور خدا تعالیٰ اس کی ضروریات پوری کرتا تھا۔

☆ شہید کے والد لکھتے ہیں کہ الحمدللہ! خدا تعالیٰ نے ہمارے بیٹے کو شہادت کے لیے چن لیا۔ اس کی روح رسول اللہ ﷺ کی محبت میں چودہ سو سال قبل کے مکے اور مدینے کی گلیوں میں پھرتی تھی اور اس کا جسم پیکرِ عشق تھا۔

☆ شہید مرحوم کی والدہ کہتی ہیں کہ بیٹے کے انتقال کے بعد مجھے اس بات کا زیادہ احساس ہوا ہے کہ اسے آپ سے کس قدر محبت تھی۔

☆ مرحوم کی ہمشیرہ ندرت صاحبہ کہتی ہیں کہ طالع کا دین کا عِلم بہت وسیع تھا، احادیث کا گہرا مطالعہ تھا۔ عربی زبان اور اس کی گرائمر میں گرفت پیدا کرنے کی کوشش کرتا۔ اس نے تمام ذہنی صلاحیتوں کو خدا کا قرب اور جماعت کی خدمت کے لیے استعمال کیا۔ طالع نے شہادت سے متعلق خواب بھی دیکھی تھی کہ اس نے خدام الاحمدیہ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور جھنڈا اٹھائے ہوئے جنت میں داخل ہو رہا ہے اور ہر کوئی اسے اس کے خسر کے نام سے پکار رہا ہے کہ مرزا غلام قادر آ گیا۔

☆ ان کی چھوٹی بہن کہتی ہیں کہ بہترین رول ماڈل تھے۔ دفتر آتے جاتے ہمیشہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے درس القرآن سنتے رہتے۔

☆ عابد وحید خاں صاحب کہتے ہیں کہ اکثر میں نے دستاویزی فلموں کی تیاری کے دوران اسے اٹھارہ انیس گھنٹے کام کرتے دیکھا ہے۔

☆ مرزا طلحہ احمد صاحب کہتے ہیں کہ طالع کو سکرپٹ رائیٹنگ اور story telling میں مہارت حاصل تھی۔

☆ نسیم باجوہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے بطور مبلغ اسے طفل کے طور پر دیکھا۔ وہ وقت کا پابند، سنجیدہ، ذہین، دینی معلومات کا شوق رکھنے والا، فرماں بردار، مہمان نواز، ذکرِ الٰہی، بڑوں کا احترام اور غور و فکر کرنے والا تھا۔

☆ مربی سلسلہ نوشیروان رشید صاحب کہتے ہیں کہ میں نے طالع بھائی کو تین سال کے عرصے میں باقاعدگی سے جمعرات کا روزہ رکھتے دیکھا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ طالع شہید نے آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جسمانی اور روحانی آل ہونے کا حق ادا کر دیا۔ وہ آنحضور ﷺ کی آل میں سے تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے محرم کے مہینے میں قربانی کے لیے چنا۔ امید ہے اللہ تعالیٰ نے اسے آنحضرت ﷺ کے قدموں میں جگہ دی ہو گی۔ کسی نے خواب بھی دیکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک جگہ کھڑے ہیں اور طالع دوڑتا ہوا جا کر آپؐ سے چمٹ جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ بھی اسے چمٹا کر کہتے ہیں کہ آ میرے بیٹے خوش آمدید!!

حضورِ انور نے نمازِ جنازہ حاضر ادا کیے جانے کا ارشاد فرماتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس کے بیوی بچوں کا حافظ و ناصر ہو، ماں باپ، بہن بھائیوں کو صبر اور حوصلہ دے۔ اس کے بہن بھائی اور اس کی اولاد اس کی نیکیوں کو جاری رکھنے والے ہوں۔ (آمین!)

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 10 ستمبر 2021ء

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ اور عہدِ فاروقی میں بعض فتوحات کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 10 ستمبر 1202ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت اور اس میں ہونے والی جنگوں کا ذکر چل رہا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں دمشق کا محاصرہ کئی ماہ تک جاری رہا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ چونکہ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور ہے، اس لیے اس کی تفصیلات ان شاء اللہ آپؓ کے ذکر میں پیش کی جائیں گی۔ فی الوقت دمشق کی فتح کے بعد پیش آمدہ واقعات بیان کرتا ہوں۔

دمشق فتح ہو جانے کے بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بقاع کی مہم پر روانہ کیا، جہاں فتح کے بعد حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میسون نامی چشمے کی طرف ایک سریہ آگے بھیجا۔ رومیوں کے ایک دستے نے مسلمانوں کے عقب سے حملہ کیا جس کی وجہ سے بہت سے مسلمان

شہید ہوگئے۔ ان شہدا کی نسبت سے اس چشمے کا نام عین الشہداء پڑ گیا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دمشق پر یزید بن ابوسفیان کو اپنا قائم مقام بنایا جنہوں نے جید بن خلیفہ کو تدمر اور ابوزہر قشیری کو ثنیہ وحوران روانہ کیا۔ جہاں کے لوگوں نے صلح کر لی۔

شرحبیل بن حسنہ نے مسلط کردہ جنگ کے باعث اردن کے دارالحکومت طبریہ کے علاوہ تمام ملک پر قبضہ کر لیا۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقاع کے علاقے سے کامیاب ہو کر لوٹے۔

فتح فحل 14 ہجری میں ہوئی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا تھا کہ ہرقل حمص میں مقیم ہو کر دمشق فوجیں روانہ کر رہا ہے، جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دمشق شام کا قلعہ اور صدر مقام ہے، پہلے اسے فتح کرو اور ساتھ ہی فحل میں بھی سوار دستے بھیج دو۔ رومی افواج نے مسلمانوں کی پیش قدمی دیکھی تو اپنے گرد و پیش کی زمین میں پانی چھوڑ دیا جس سے تمام راستے بند ہو گئے اور ہرقل کی امدادی افواج بھی دمشق نہ پہنچ سکیں۔ دوسری جانب مسلمان ان حالات میں بھی ثابت قدم رہے جسے دیکھ کر عیسائی صلح پر آمادہ ہو گئے۔ تاہم رومیوں کی ہٹ دھرمی اور غرور کے سبب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے براہ راست مذاکرات دونوں ہی بے نتیجہ رہے اور جنگ ٹل نہ سکی۔ تاریخ میں رومی لشکر کی تعداد پچاس ہزار سے ایک لاکھ تک بیان کی گئی ہے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو مسلمانوں کی ثابت قدمی دیکھ کر رومی سپہ سالار نے واپس جانا چاہا لیکن حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی للکار پر مسلمانوں نے ایسا حملہ کیا کہ رومی پسپا ہو گئے۔ عیسائی مدد کی امید پر لڑائی کو ٹال رہے تھے لیکن حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے پر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اگلے روز جنگ جاری رکھی۔ چنانچہ اگلے روز ایک گھنٹے کی شدید جنگ ہوئی اور پھر رومیوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر مقامی لوگوں کی جان، مال، زمین، مکانات اور عبادت گاہیں سب ان کے پاس رہیں اور مسلمانوں نے محض مساجد کے لیے جگہ لی۔

فتح بیسان وطبریہ

اردن کے علاقوں میں رومیوں کی شکست کی خبریں پھیل چکی تھیں۔ چنانچہ جب لوگوں کو شرحبیل اور ان کے ساتھیوں کی بیسان کی جانب پیش قدمی کا علم ہوا تو وہ قلعہ بند ہو گئے۔ چند روزہ محاصرے اور معمولی جھڑپ کے بعد اہلِ بیسان کے ساتھ مصالحت ہو گئی۔ اسی طرح اہلِ طبریہ نے بھی صلح کی پیش کش کی جسے منظور کر لیا گیا۔

فتح حمص 14 ہجری

جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمص کا محاصرہ کیا تو یہ سخت سردی کے دن تھے اور مسلمان فوجیوں کے پاس سردی سے مقابلے کا کچھ سامان نہ تھا چنانچہ رومیوں کو یقین تھا کہ مسلمان زیادہ دیر کھلے میدان میں لڑ نہیں سکیں گے۔ ہرقل نے حمص والوں کی مدد کے لیے ایک لشکر بھجوایا لیکن عراق میں برسرِ پیکار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لشکر کو وہیں روک لیا۔ ہرقل اہلِ حمص سے مدد کا وعدہ کر کے رہا چلا گیا اور حمص والے مسلمانوں کی ثابت قدمی دیکھ کر صلح پر آمادہ ہو گئے چنانچہ خراج اور جزیہ پر صلح ہو گئی۔

مرج الروم کا واقعہ اسی سال پیش آیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذوالکلاع مقام پر پڑاؤ کی اطلاع ہرقل کو پہنچی تو اس نے توذرا کو مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ جب یہ مرج الروم پہنچے تو شنس رومی بھی ادھر آ گیا۔ ایک رات جب توذرا اپنی جگہ خالی کر کے وہاں سے روانہ ہوا تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا پیچھا کیا۔ دوسری جانب یزید بن ابوسفیان کو توذرا کی حرکت کی خبر ملی تو انہوں نے سامنے سے اسے روک لیا۔ اس طرح دونوں اطراف سے مسلمانوں نے توذرا کے لشکر کو آ لیا اور کشتوں کے پشتے لگا ڈالے۔ ادھر مرج الروم میں ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شنس کا مقابلہ کیا اور فتح پائی۔

اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حما، شیزر اور سلمیہ میں کامیابی حاصل کی اور پھر شام کے ساحلی شہر لاذقیہ کا رخ کیا۔

لاذقیہ کی فتح 14 ہجری میں ہوئی۔ یہاں جنگی حکمتِ عملی کے تحت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار نما گڑھے کھدوائے اور صبح ہوتے ہی محاصرہ اٹھا لیا۔ شہر والوں نے محاصرہ ختم ہوتا دیکھ کر دروازے کھول دیئے۔ ادھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راتوں رات اپنی فوج سمیت واپس آئے اور ان گڑھوں میں چھپ گئے۔ صبح جب شہر کے دروازے کھلے تو مسلمانوں نے حملہ کر دیا اور شہر فتح ہو گیا۔

فتح قنسرین 15 ہجری

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قنسرین روانہ کیا۔ راستے میں حاضر مقام پر رومیوں نے میناس کی زیرِ قیادت مقابلہ کیا اور شکست کھائی۔ اہلِ علاقہ نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی کہ انہیں زبردستی جنگ میں شامل کیا گیا تھا لہٰذا ان سے درگزر کیا جائے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا عذر قبول کیا لیکن کچھ رومی یہاں سے بھاگ کر قنسرین میں قلعہ بند ہو گئے۔ جہاں کوئی راہِ نجات نہ پا کر چند روز بعد انہوں نے صلح کی پیش کش کی لیکن حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں حکم عدولی کی سزا دینے کا فیصلہ کیا۔ اہلِ قنسرین مال و متاع اور اہل و عیال چھوڑ کر انطاکیہ بھاگ گئے۔ جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں پہنچے تو انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے کو انصاف پر مبنی قرار دیا تاہم شفقت سے کام لیتے ہوئے اہلِ شہر کو امان دے دی۔ جس پر انطاکیہ فرار ہو جانے والے افراد بھی جزیے کی ادائیگی پر واپس آ گئے۔

فتح قیساریہ 15 ہجری میں ہوئی۔ الفاروق میں لکھا ہے کہ قیساریہ پر 13 ہجری میں عمرو بن عاص نے چڑھائی کی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید بن ابوسفیان کو چڑھائی کا حکم دیا جنہوں نے 17 ہزار کے لشکر کے ساتھ محاصرہ کیا۔ لیکن وہ 18 ہجری میں اپنی بیماری پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قائم مقام بنا کر دمشق چلے گئے جہاں ان کی وفات ہوئی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محاصرہ جاری رکھا۔

اسی معرکے میں ایک روز بدری صحابی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں سے درد بھرا خطاب کیا اور کہا کہ اے مسلمانو! تم حملہ کر کے رومیوں کو اس لیے ہٹا نہیں سکے کیونکہ یا تو تم میں کوئی خائن ہے یا مخلص نہیں۔ پھر آپؓ نے صدقِ دل سے شہادت کی تلقین فرمائی۔ بالآخر ایک روز رومی مقابلے کے لیے نکلے اور عبرتناک شکست کھائی چنانچہ اس روز اسی ہزار سے لے کر ایک لاکھ تک رومی سپاہی مارے گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت کی فتوحات کا تذکرہ آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضور انور نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

1۔ مکرمہ خدیجہ صاحبہ اہلیہ مکرم مولوی کے محمد علوی صاحب

سابق مبلغ کیرالہ جو اسی برس کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

مرحومہ بڑی صابرہ، شاکرہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دین دار، غریب پرور، مہمان نواز اور قناعت شعار خاتون تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔

2۔ مکرم ملک سلطان رشید خان صاحب آف کوٹ فتح خان سابق امیر ضلع اٹک جو 22 اور 23 اگست 2021ء کی درمیانی شب وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

مرحوم خلافت کے وفادار، تبلیغ کا شوق رکھنے والے، عبادت گزار، دعا گو، عاجزی اختیار کرنے والے، متوکل، غریبوں اور ناداروں کی مدد کرنے والے اور نہایت حکیمانہ انداز میں بات کرنے والے انسان تھے۔

3۔ مکرم عبدالقیوم صاحب انڈونیشیا جو 25 اگست 2021ء کو 82 برس کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

مرحوم پہلے غیر ہندوستانی و پاکستانی مبلغ مولانا عبدالواحد صاحب سماٹری کے بیٹے تھے۔ موصوف نے اپنے ملک کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔ مرحوم مربیان وواقفین کا بہت احترام کیا کرتے، ماتحتوں سے حسنِ سلوک کرتے۔ آپ میں مہربانی اور سخاوت بھی بہت اعلیٰ درجے کی تھی۔ مرحوم خلافت سے گہرا تعلق رکھنے والے، عاجزی میں بڑھے ہوئے، مالی قربانی میں پیش پیش نہایت مخلص بزرگ تھے۔

4۔ مکرم دادہ رزّاقی یونس صاحب بینن جو 27 اگست 2021ء کو 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

مرحوم بینن کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے اور ان کا شمار پڑھے لکھے احمدیوں میں ہوتا تھا۔ بجلی اور پانی کے ڈائریکٹر کے عہدے سے ریٹائرڈ تھے۔ نہایت بارعب، باوقار، نمازوں کے پابند، تہجد گزار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے کرام سے بے پناہ محبت تھی۔ سارا سارا دن انسانی خدمت میں مصروف رہتے۔

حضورِانور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ 17 ستمبر 2021ء

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ اور عہدِ فاروقی کی فتوحات کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 17 ستمبر 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کے واقعات کا ذکر چل رہا تھا جس میں آج جنگ یرموک کے متعلق کچھ بیان کروں گا۔ جنگِ یرموک پندرہ ہجری یا بعض کے نزدیک فتحِ دمشق سے پیشتر تیرہ ہجری میں لڑی گئی تھی۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب سے پہلے جنگِ یرموک میں فتح کی خوش خبری ملی تھی، اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کو بیس دن گزرے تھے جب کہ بعض کے نزدیک سب سے پہلے فتحِ دمشق کی خوش خبری ملی تھی اور شواہد سے یہی بات زیادہ درست لگتی ہے۔ رومی دمشق وحمص سے شکست کھا کر سرحدی شہر انطاکیہ پہنچے جہاں ہرقل نے اپنے ہوشیار اور معزز درباریوں سے رائے طلب کی کہ عرب جو ساز وسامان اور جنگی زور میں تم سے کم ہیں، تم پر غالب کیسے آ رہے ہیں۔ تمام مشیروں نے ندامت سے سر جھکا لیے تاہم ایک تجربہ کار، بڑھے نے کہا کہ عرب اخلاق میں ہم سے اچھے ہیں۔ وہ رات کو عبادت کرتے اور دن کو روزہ رکھتے ہیں، کسی پر ظلم نہیں کرتے۔

قیصر شام سے نکل جانے کا ارادہ کر چکا تھا لیکن عیسائی فریادیوں نے جوق در جوق آ کر اس سے فریاد کی، جس سے قیصر کو بھی غیرت آئی اور اس نے اپنی شہنشاہی کا پورا زور عرب کے مقابلے میں صرف کر دیا۔ قسطنطنیہ، جزیرہ آرمینیا ہر جگہ سے فوجیں انطاکیہ میں امڈ آئیں۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس تیاری کی خبر ہوئی تو آپؓ نے بڑی پُراثر تقریر کی اور مشاورت طلب کی۔ یزید بن ابی سفیان نے مشورہ دیا کہ عورتوں اور بچوں کو شہر میں چھوڑ کر خود شہر کے باہر لشکر آرا ہو جائے۔ اس پر شرحبیل بن حسنہ نے کہا کہ شہر والے عیسائی ہیں، اس طرح کہیں وہ اندر سے بغاوت ہی نہ کر دیں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ عیسائیوں کو شہر بدر کر دیتے ہیں جس پر شرحبیل نے کہا کہ یوں تو نقضِ عہد ہوگا تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔ آخر یہ رائے ٹھہری کہ دمشق پہنچا جائے جہاں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود ہیں اور عرب کی سرحد بھی قریب ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے اہلِ شہر کی حفاظت کے لیے وصول کردہ جزیہ یا خراج کی لاکھوں کی رقم انہیں واپس کر دی گئی جس کا عیسائیوں اور یہودیوں پر بڑا اثر ہوا۔

جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام حالات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھے تو آپؓ یہ سن کر کہ مسلمان رومیوں کے ڈر سے حمص چلے آئے ہیں، نہایت رنجیدہ ہوئے۔ آپؓ نے لکھا کہ میں سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدد کے لیے بھیجتا ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی دمشق پہنچے ہی تھے کہ عمرو بن عاص کی طرف سے اردن کے اضلاع میں بغاوت کی خبر ملی۔ چنانچہ دوسرے ہی دن حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اردن کی حدود میں یرموک پہنچ گئے۔ یہاں سے پشت پر عرب کی سرحد قریب تھی اور کھلا میدان ہونے کی وجہ سے جنگی ضرورت کے تحت پیچھے ہٹنا آسان تھا۔ جب مسلمانوں نے رومیوں کی جنگی تیاری کی خبریں سنیں تو گھبرا گئے۔ ایسے میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پھر خط لکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام انصار ومہاجرین کو جمع کر کے خط سنایا تو تمام صحابہؓ رو پڑے اور کہا کہ اے امیر المومنین! ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنے بھائیوں پر جا کر نثار ہو جائیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپہ سالار بننے اور صحابہؓ کے ساتھ خروج کا مشورہ دیا لیکن اس وقت تک دشمن یرموک سے تین چار منزل کے فاصلے پر رہ گیا تھا اور مدد کا پہنچنا ناممکن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نہایت پُر تاثیر خط لکھا اور مسلمانوں کو انتہائی بے جگری و دلیری سے لڑنے اور دشمن کی کثرت سے خوف زدہ نہ ہونے کی تلقین فرمائی۔ جس روز قاصد خط لے کر پہنچا حسنِ اتفاق سے اسی روز حضرت سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ پہنچ گئے جس سے مسلمانوں کو بہت تقویت ملی۔

دونوں افواج صف آرا ہوئیں۔ رومیوں کے پاس دو لاکھ سے

زیادہ کی جمعیت اور چوبیس صفیں تھیں جن کے آگے مذہبی پیشوا صلیبیں لیے جوش دلاتے تھے۔ابتدائی مبارزت کے بعد پہلے روز رومیوں نے شکست کھائی۔اگلے روز رومیوں نے مسلمانوں کو مال وزر کی طمع دلانے کے لیے اپنا قاصد بھیج کر صلح کی گفتگو کرنا چاہی۔ جس وقت قاصد پہنچا،مسلمان نمازِ مغرب ادا کر رہے تھے۔قاصد مسلمانوں کی محویت، ادب وقار اور خضوع کو حیرت واستعجاب سے دیکھتا رہا۔نماز کے بعد اس نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چند سوالات کیے مثلاً کہ تم عیسیٰ کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے ہو؟ آپؓ نے سورۃ آلِ عمران کی آیت 60 اور سورۃ النساء کی آیات 172 اور 173 کی تلاوت کی۔ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے مشابہ قرار دیا ہے اور اہلِ کتاب کو نصیحت فرمائی ہے کہ دین کے معاملے میں غلو سے کام نہ لیں۔مسیح ہرگز اس امر کو برا نہ منائے گا کہ وہ اللہ کا بندہ متصور ہو۔یہ آیات سن کر وہ قاصد یہ کہتا ہوا کہ عیسیٰ کے یہی اوصاف ہیں اور یقیناً تمہارا رسول سچا ہے، مسلمان ہوگیا۔اگلے روز مسلمانوں کی طرف سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفارت کے لیے گئے۔رومیوں نے اپنے جاہ وجلال سے انہیں مرعوب کرنا چاہا لیکن حضرت خالد بن ولید نے تحقیر سے ان سب سے اعراض برتا۔رومیوں کے کمانڈر باہان نے مال ومتاع کا لالچ دیا جسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقارت سے رد کردیا۔

سفارت کے بعد آخری لڑائی کی تیاریاں شروع ہوئیں تو اگلے روز رومی جوش اور سروسامان کے ساتھ مقابلے کے لیے نکلے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی عرب کے عام قاعدے سے ہٹ کر نئے طور سے فوج آرائی کی۔اس طرح تیس پینتیس ہزار کی فوج کے چھتیس حصے کرکے اسے نہایت مہارت اور خوبی سے صف در صف کھڑا کیا۔خطیب فوج کو جوش اور حوصلہ دلا کر ایک نیا ولولہ اور جذبہ پیدا کررہے تھے۔مسلمانوں کی فوج میں تمام عرب سے منتخب لوگ شامل تھے۔جن میں ایک سو بدری صحابہؓ اور ایک ہزار وہ بزرگ تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھا تھا۔اس معرکے میں عورتیں بھی شامل تھیں جن میں ابوسفیان کی بیوی ہندہ بھی تھیں جنہوں نے بڑی دلیری سے لڑتے ہوئے شہادت کا مقام پایا۔

رومیوں کے جوش کا یہ عالم تھا کہ تیس ہزار آدمیوں نے ثابت قدم رہنے کے لیے پاؤں میں بیڑیاں پہن لی تھیں۔ہزاروں پادری اور بشپ ہاتھوں میں صلیب لیے حضرت عیسیٰ کی جے پکار رہے تھے۔دولاکھ کا ٹڈی دل لشکر آگے بڑھا اور نہایت زور کا حملہ کیا۔ مسلمان دیر تک ثابت قدم رہے لیکن پھر مسلمانوں کا میمنہ ٹوٹ گیا۔ عورتوں نے مسلمان سپاہیوں کو پیچھے ہٹتے دیکھا تو انہیں غیرت دلائی۔جنگ میں یہ شدت تھی کہ ہر طرف ہاتھ بازو کٹ کٹ کر گرتے جاتے تھے لیکن سپاہیوں کے پایۂ ثبات میں لغزش نہ آتی تھی۔

دفعتاً حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوج کی صفیں چیرتے ہوئے آگے نکلے اور اس زور سے حملہ کیا کہ رومیوں کی صفیں پلٹ ڈالیں اور انہیں دباتے ہوئے سپہ سالار درنجار تک پہنچ گئے۔عکرمہ بن ابی جہل نے عیسائیوں کو للکارا اور چار سو آدمیوں کی مرنے پر بیعت لے کر آگے بڑھے اور قریباً سب وہیں کٹ کر رہ گئے مگر دشمن کے ہزاروں آدمیوں کو برباد کرگئے۔عین اسی وقت رومی میمنہ کا سردار ابن قناطیر میسرہ پر حملہ آور ہوا۔میسرہ میں زیادہ سپاہی لخم وغسان قبیلے کے تھے جو مدت سے رومیوں کے باج گزار چلے آرہے تھے اور یوں طبعاً رومیوں سے مرعوب تھے۔وہ اس حملے کی تاب نہ لاسکے اور پیچھے ہٹے، پیچھے موجود مسلم خواتین آگے بڑھیں اور بڑی پامردی سے عیسائیوں کو آگے آنے سے روک دیا۔ فوج کی صورتِ حال ابتر ہورہی تھی لیکن افسروں کی شجاعت دیدنی تھی۔لڑائی میں اب تک رومیوں کا پلڑا بھاری تھا کہ اچانک قیس بن ھبیرہ جو میسرہ کی پشت پر متعین تھے عقب سے حملہ آور ہوئے۔یہ حملہ ایسی شدت کا تھا کہ رومی سنبھل نہ سکے، ان کی تمام صفیں ابتر ہوگئیں اور وہ بڑی تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔مسلمان لشکر نے انتہائی بے جگری اور جواں مردی سے کشتوں کے پشتے لگادیئے۔

ایک مسلمان سپاہی حباس بن قیس ایسی جاں بازی سے لڑے کہ پاؤں کٹ گیا مگر انہیں پتا ہی نہ چلا۔غرض اللہ تعالیٰ نے اس اہم ترین جنگ میں مسلمانوں کو عظیم الشان فتح سے ہم کنار کیا۔

اس جنگ میں رومیوں کے ستر ہزار یا ایک لاکھ سپاہی مارے گئے۔مسلمانوں کی طرف سے تین ہزار کا نقصان ہوا۔قیصر کو انطاکیہ میں شکست کی خبر ملی تو وہ اسی وقت قسطنطنیہ روانہ ہوگیا۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتح کی خوش خبری پہنچی تو دفعتاً سجدے میں گر گئے اور خدا کا شکر ادا کیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس جنگ کی تفاصیل بیان فرمائی ہیں۔آپؓ کو تاریخ پر بڑا عبور حاصل تھا اور آپؓ کا خیال تھا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھ کر ٹیکس وغیرہ عیسائی شہریوں کو واپس کیا تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بارہ ساتھیوں کے ایثار کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب جنگ کے بعد پانی پلانے والا شخص ان کے پاس پہنچا تو ان سپاہیوں میں ابھی زندگی کی ہلکی سی رمق باقی تھی۔ان میں سے ہر ایک نے یہی کہا کہ میرے دوسرے ساتھی کو پہلے پانی پلاؤ اور یوں وہ سب بنا پانی پیئے ہی شہادت کا مقام پاگئے۔

حضورِانور نے خطبہ کے آخر میں فرمایا کہ یہ ذکر ابھی چل رہا ہے اور ان شاءاللہ آئندہ بھی بیان ہوگا۔

خلاصہ خطبہ جمعہ 24 ستمبر 2021

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ اور بیت المقدس کی فتح کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 24 ستمبر 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کا ذکر ہو رہا تھا آج اسی تسلسل میں بیت المقدس کی فتح جو پندرہ ہجری میں ہوئی، اس کا ذکر ہوگا۔عیسائیوں نے محاصرے سے تنگ آ کر اس شرط پر صلح کی پیشکش کی کہ معاہدے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیت المقدس آئیں۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رائے دی کہ عیسائی مرعوب اور شکستہ دل ہیں، آپؓ ان کی درخواست رد کردیں تو انہیں اور بھی ذلت ہوگی لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؓ کو ایلیا جانے کا مشورہ دیا۔مشورے کے بعد حضرت عمر، حضرت علی یا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مدینے میں امیر مقرر فرما کر خود بیت المقدس روانہ ہوئے۔آپؓ کا یہ سفر کوئی معمولی سفر نہ تھا۔اس

سفر کا مقصد اسلامی رعب اور دبدبہ بٹھانا تھا مگر اس کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کوئی لاؤ لشکر نہ تھا بلکہ آپ نہایت سادگی کے ساتھ چند صحابہؓ یا محض اپنے ایک غلام کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ پھر بھی آپؓ کی آمد کی خبر جہاں کہیں پہنچتی تو زمین کانپ اٹھتی۔

پروفیسر محمد حسین ہیکل کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف معاہدے کی تسوید کے لیے تشریف نہیں لائے تھے بلکہ جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؓ سے مزید مدد طلب کی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا تھا اور آپؓ خود بھی شام اور اردن کے درمیانی علاقے جابیہ روانہ ہوگئے۔ اس دوران حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شام کی فتوحات سے فارغ ہوگئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں کو بھی جابیہ طلب فرمالیا تاکہ بیت المقدس کی فتح کے لیے مفید ترین راہ تلاش کی جاسکے۔

دشمن کے سرداروں کو جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جابیہ پہنچنے کا علم ہوا تو وہ سمجھ گئے کہ بیت المقدس کی مقاومت اب زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتی چنانچہ ایک سردار تو کچھ فوج لے کر مصر کھسک گیا جب کہ سفرینوس نے صلح کی گفتگو میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری کی شرط رکھ دی۔ دورانِ سفر ہر روز صبح کی نماز کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کو اتمامِ نعمت کی دعا مانگنے کی تلقین کرتے رہتے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یزید بن معاویہ وغیرہ نے جابیہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال کیا تو آپؓ نے یہ دیکھ کر کہ ان افسروں میں عرب کی سادگی باقی نہیں رہی گھوڑے سے اتر کر ان کی طرف سنگ ریزے پھینکے۔ ان لوگوں کے یہ کہنے پر کہ قیمتی قباؤں کے نیچے ہتھیار ہیں گویا ہم نے سپہ گری کا جوہر ہاتھ سے نہیں دیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر یہ بات ہے کہ انہیں دکھانے کے لیے ظاہری رکھ رکھا اختیار کیا ہے تو ٹھیک ہے۔ یزید بن ابوسفیان نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قیمتی لباس اور عمدہ سواری استعمال کرنے کی درخواست کی تو آپؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں اس ہیئت کو ہرگز ترک نہیں کروں گا جس میں، میں نے اپنے دونوں ساتھیوں یعنی رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑا تھا۔

بعض مؤرخین کے نزدیک مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان یہ معاہدہ جابیہ جب کہ بعض روایات کے مطابق ایلیا میں ہوا تھا۔ اس معاہدے پر حضرت خالد بن ولید، حضرت عمرو بن عاص، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی گواہی ثبت تھی۔

حضور انور نے تاریخ طبری میں درج صلح نامے کی تحریر بھی پیش فرمائی۔

تاریخ ابن خلدون کے مطابق اس معاہدے سے چند باتیں ثابت ہوتی ہیں مثلاً یہ کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ مسلمانوں کے عہد میں دیگر مذاہب کو مذہبی آزادی حاصل تھی۔ غیر اقوام سے زبردستی جزیہ نہیں لیا جاتا تھا۔

اس صلح کی خبر جب پھیلی تو اہلِ رملہ، فلسطین اور لد والے بھی اسی قسم کے معاہدے کے لیے بے چین ہوگئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فلسطین کو آدھا آدھا تقسیم کرکے علقمہ بن حکیم کو مرکزِ حکومت رملہ اور علقمہ بن مجزز کو ایلیا پر حاکم مقرر فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل سادہ لباس میں بیت المقدس تشریف لائے جہاں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سردارانِ فوج نے آپؓ کا استقبال کیا۔ عیسائی پادریوں نے خود شہر کی چابیاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب عیسائیوں نے آپؓ کو سادہ حلیے میں دیکھا تو شہر کی چابیاں پھینک دیں اور کہا کہ اس سپہ سالار کا مقابلہ ہم نہیں کرسکتے۔ سب سے پہلے آپؓ مسجدِ اقصیٰ گئے، پھر عیسائیوں کے گرجے کی سیر کی۔ اس دوران نماز کا وقت ہوا تو عیسائیوں نے گرجے میں نماز ادا کرنے کی اجازت دی تاہم آپ نے اس خیال سے کہ کہیں آئندہ نسلیں اس عمل کو حجت قرار دے کر مسیحی معبدوں میں دست اندازی نہ کریں باہر نکل کر نماز پڑھی۔

ایلیا میں قیام کے دوران سوائے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام مسلمان امرا نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوتیں کیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ اے امیر المومنین! میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے آپؓ کی دعوت کی تو آپؓ اپنی آنکھوں پر قابو نہیں رکھ سکیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے خیمے میں تشریف لائے تو وہاں گھوڑے کے نمدے اور زین کے سوا کچھ نہ تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ہی دو چیزوں کو اپنا بستر بنا لیتے تھے۔ ایک کونے میں خشک روٹی تھی جسے آپؓ نے پانی کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو آپؓ رو پڑے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ چمٹا کر فرمایا کہ اے ابوعبیدہ! تم میرے بھائی ہو۔ اس کے بعد آپؓ خیمے سے باہر تشریف لائے اور بڑا پرسوز خطاب فرمایا۔

ایک روز حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے افسران کے متعلق عمدہ غذاؤں کے استعمال کی شکایت کی اور کہا کہ عام مسلمانوں کو تو معمولی کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہاں حجاز کی نسبت اشیاء بہت سستی تھیں۔ چنانچہ آپؓ نے افسران کو مجبور کرنے کی بجائے غریب مسلمانوں کے لیے اشیائے ضروریہ کا بجٹ بنایا اور بیت المال سے ان اشیاء کی فراہمی یقینی بنائی۔

ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے اصرار پر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اذان دینے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت تمام صحابہؓ کو رسول اللہ ﷺ کا زمانہ یاد آگیا اور وہ روتے روتے بے تاب ہوگئے۔

بیت المقدس سے واپسی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارے ملک کا دورہ کیا اور جب مدینے پہنچے تو مسلمانوں نے آپؓ کا شان دار استقبال کیا۔ آپؓ مسجدِ نبوی تشریف لے گئے، دو رکعت نماز ادا کی اور لوگوں سے خطاب فرمایا۔

سترہ ہجری میں رومیوں نے اپنی طرف سے آخری کوشش کی۔ یزدجرد کے رے فرار ہونے کے بعد اہلِ جزیرہ اس کی طرف سے بالکل مایوس ہوچکے تھے چنانچہ انہوں نے ہرقل کو لکھا کہ اگر وہ بحری راستے سے پیش قدمی کرے تو وہ اس کی مدد کریں گے۔

ہرقل نے اس معاملے پر غور کیا اور بحری جہازوں کو اسکندریہ سے انطاکیہ پہنچنے کا حکم دے دیا۔ جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پیش قدمی کا علم ہوا تو آپؓ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورے کے لیے بلایا۔ ہرقل کے جہاز انطاکیہ پہنچے تو شہر کے دروازے ان کے لیے کھل گئے۔ شمالی شام میں رعایا کو بغاوت پر آمادہ دیکھ کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اندازہ ہوا کہ وہ حمص میں محصور ہوچکے ہیں۔ آپؓ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدا سے ہی اس خطرے کے پیشِ نظر دور اندیشی سے کوفہ اور بصرہ میں چھاؤنیاں قائم کر رکھی تھیں۔ جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا عریضہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا تو آپؓ نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کا یہ عظیم سپہ سالار بہت بڑے خطرے میں گھر چکا ہے۔ چنانچہ آپؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ قعقاع بن عمرو کو حمص بھیج دو۔ اسی طرح آپؓ نے رومیوں سے برسرِ پیکار دیگر سپہ سالاروں کو لکھا کہ ہرقل کی مدد کے لیے جن علاقوں سے فوجیں اکٹھی ہوئی ہیں، وہاں اپنے دستے روانہ کر دو۔ اس حکمتِ عملی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہرقل کی معاونت کے لیے آنے والی افواج واپس اپنے علاقوں کو لوٹ گئیں۔ جب یہ اطلاع ملی کہ جزیرے سے آئی افواج واپس چلی گئی ہیں تو رومیوں کے مقابلے کے لیے میدان میں نکلنے کا فیصلہ ہوا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمان لشکر سے بڑا پُراثر خطاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کے راستے میں ابھی جابیہ پہنچے ہی تھے کہ فتح کی خبر آ گئی چنانچہ آپؓ واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ آپؓ نے حکم دیا کہ مالِ غنیمت میں کوفہ والوں کو بھی شریک کیا جائے۔ اس فتح کے تین سال بعد بیس ہجری میں ہرقل فوت ہو گیا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِ انور نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

1۔ مکرم چودھری سعید احمد لکھن صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر حال مقیم کینیڈا جو 86 برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 6 بیٹے اور 3 بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے نعیم احمد لکھن صاحب مربی سلسلہ کینیا میں ہیں جو میدانِ عمل میں ہونے کی وجہ سے والد کے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے۔

2۔ مکرم شہاب الدین صاحب نائب نیشنل امیر بنگلہ دیش جو 12 جولائی کو وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

مرحوم نے چار بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

3۔ مکرم رال عبداللہ صاحب جو ارجنٹائن کے ابتدائی مقامی احمدیوں میں سے تھے۔ آپ 6 ستمبر 2021ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 6، 13، 20، 27 ستمبر 2021ء)

بقیہ از تحریک وقف جدید کے خطبہ جمعہ سے چند اقتباس

مخالفین کے ہاتھوں کو ان تک پہنچنے سے روکے اور جن مخالفین کی اصلاح نہیں ہونی اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کے سامان کرے۔ اسیران کی جلد رہائی کے بھی سامان پیدا فرمائے جس میں الجزائر کے اسیران بھی شامل ہیں۔ الجزائر میں بھی کافی مخالفت ہے۔ ان کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے بھی سکون کے سامان پیدا فرمائے۔ خاص طور پر دعاؤں، نوافل اور صدقات پر زور دیں۔ پاکستان کے عمومی لحاظ سے مجموعی حالات بھی امن کے لحاظ سے ٹھیک نہیں ہیں ان کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ امن کے حالات وہاں پیدا کرے اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے پر جو لگے ہوئے ہیں اور دہشت گردی اور فتنہ اور فساد ہے اس کو اللہ تعالیٰ جلد ختم کرنے کے سامان پیدا فرمائے۔ وہاں کی انتظامیہ اور حکومت کو بھی عقل دے کہ وہ حقیقی رنگ میں عوام کی خدمت کرنے والے ہوں اور انصاف سے کام لینے والے ہوں۔ اسی طرح دنیا کے عمومی حالات کے بارہ میں بھی دعا کریں جو بہت تیزی سے بگڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب انسانیت پر رحم فرمائے۔

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 29 جنوری 2021ء، صفحہ 5-10)

چندہ دینے سے ایمانی طاقت حاصل ہوگی

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”میں نے اپنی جماعت کے لوگوں کو بارہا کہا ہے کہ جو شخص دینی لحاظ سے کمزور ہو وہ اگر اور نیکیوں میں حصہ نہ لے سکے اس سے چندہ ضرور لیا جائے کیونکہ جب وہ مال خرچ کرے گا تو اس سے اس کو ایمانی طاقت حاصل ہوگی اور اس کی جرأت اور دلیری بڑھے گی اور وہ دوسری نیکیوں میں بھی حصہ لینے لگ جائے گا۔“

(تفسیر کبیر، جلد دوم، صفحہ 612)

لاجرم حقا! امیر المومنین ہیں آپ ہی

مکرم مبارک احمد ظفر صاحب

نائبِ ختم الرسل کے جانشیں ہیں آپ ہی
لاجرم حقا! امیر المومنیں ہیں آپ ہی

سر پہ دستارِ خلافت مثلِ تاباں آفتاب
اس زمیں پر دین کے ماہِ مبیں ہیں آپ ہی

نور سے روشن سراپا ہے درخشندہ جبیں
پرزِ انوارِ خدا عبدِ حسیں ہیں آپ ہی

نصرت و تائید کا وعدہ میسر ہے جسے
ساتھ جس کے ہے خدا وہ بالیقیں ہیں آپ ہی

آپ کے پیرو جواں عاشق ہیں اور کیوں کر نہ ہوں
ان سے ہیں نزدیک اور رب کے قریں ہیں آپ ہی

امنِ دنیا آپ ہی کی ذات سے وابستہ تر
کہ محافظ وعدہ حصنِ حصیں ہیں آپ ہی

ہر رخِ روشن کو روشن تر کیا ہے آپ نے
نور کے اس سلسلے کے اب امیں ہیں آپ ہی

آپ کی طاعت فلاح و کامرانی کی کلید
ہر سعادت کی بھی تزئینِ جبیں ہیں آپ ہی

آپ کے ادنیٰ سے چاکر اس ظفرؔ ناچیز کے
دل میں جس نے گھر کیا وہ دلنشیں ہیں آپ ہی

تحریکِ وقفِ جدید کے تریسٹھویں سال (2020ء) کے دوران جماعتہائے احمدیہ کی طرف سے ایک کروڑ پانچ لاکھ تیس ہزار پاؤنڈز کی بے مثال قربانی

ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ ہم جماعت کا نام دنیا سے مٹا دیں گے۔ کون ہے جو اللہ تعالیٰ سے ایسی محبت کرنے والوں اور وفا کرنے والوں کو مٹا سکے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 08 جنوری 2021ء سے چند اقتباس

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 08 جنوری 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے توسط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ، سورۃ الفاتحہ کے بعد درج ذیل آیتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗۤ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً ؕ وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ 2:246)

کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے تاکہ وہ اس کے لیے اسے کئی گنا بڑھائے اور اللہ رزق قبض بھی کر لیتا ہے اور کھول بھی دیتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کو قرض دینے کا ذکر ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ کو انسانی پیسے کی ضرورت ہے اور اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے وہ قرض مانگ رہا ہے۔ قرض کے ایک تو عام معنی ہیں جو ہم قرض کے لین دین میں استعمال کرتے ہیں، کسی سے ادھار لیا دیا لیکن اس کے لغوی معنی اچھے یا برے بدلے کے بھی ہیں۔ یہاں اس کے معنی ہوں گے کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کا اس کو بہترین بدلہ دے۔

پس جہاں اللہ تعالیٰ کے لیے خرچ کرنے یا دینے کا سوال اٹھتا ہے تو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو کرنے والے کو بہترین بدلہ عطا فرماتا ہے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے لیے خرچ کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کو دے رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کا بہترین بدلہ عطا فرماتا ہے۔ قرآن کریم میں اور بھی بہت سی جگہ قربانیوں اور مالی قربانیوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر یا اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بہتری کی خاطر خرچ کرنے کو خود اللہ تعالیٰ کی خاطر خرچ کرنے کے برابر ٹھہرایا گیا ہے۔ اور جو چیز خدا تعالیٰ کی خاطر خرچ کی جائے وہ ضائع نہیں جاتی بلکہ یہ ایسا قرض ہے جسے اللہ تعالیٰ کئی گنا بڑھا کر لوٹاتا ہے۔ پس کوئی یہ نہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی قرض کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو خود رب ہے، تمام جہان کو پالنے والا ہے اور دینے والا ہے۔ اس کو کسی کی حاجت نہیں ہے۔ وہ جب اپنے لیے قرض کا لفظ استعمال کرتا ہے تو مطلب ہے کہ میرے راستے میں خرچ کرو اور میرے بے شمار انعامات حاصل کرنے والے بنو۔ کون ہے جو مجھے قرض حسنہ دے؟ یہ سوال اٹھا کر اس طرف ترغیب دلائی گئی ہے کہ کون ہے جو میرے راستے میں خرچ کر کے میرے بے شمار انعاموں کا وارث بنے اور بنتا چلا جائے؟ اور آگے خود ہی اس کی وضاحت بھی فرما دی کہ میں تمہارے اس قرض کو اپنے پاس رکھنے کے لیے، اپنی ضرورت کے خرچ کے لیے نہیں مانگ رہا بلکہ تمہیں کئی گنا بڑھا کر دینے کے لیے تمہارے سے یہ قرض لے رہا ہوں اور اس کے لیے کہہ رہا ہوں۔ اگر تم میرے دین کے لیے، میری مخلوق کی بہتری کے لیے خرچ کرو گے تو کئی گنا بڑھا کر تمہیں واپس لوٹاؤں گا اور قرض حسنہ کا لفظ استعمال کر کے یہ بھی بتا دیا کہ تم اپنی مرضی سے اور خوش دلی سے یہ خرچ کرو گے تو پھر ایسا جو خرچ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہو گا وہ تمہاری طرف سے قرض حسنہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے کئی گنا بڑھا کر لوٹائے گا۔

پھر فرمایا:

پس اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لیے، مخلوق کی خدمت کے لیے مالی قربانی کرنا بھی ایک بہت بڑی نیکی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اسے بغیر اجر کے نہیں چھوڑتا۔ دوسری جگہ پر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ مالی قربانیوں کے سلسلہ میں تو افراد جماعت سے بہتر اور کون جان سکتا ہے۔ ہر طبقے کے احمدی کا ذاتی تجربہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر، اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنے کے لیے اس کی راہ میں خرچ کرنا جہاں دل کے سکون کا باعث بنتا ہے وہاں دنیاوی لحاظ سے بھی ہزاروں لوگ اس تجربہ سے گزرتے ہیں کہ حیرت انگیز طور پر اللہ تعالیٰ وہ رقم جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دی ہوتی ہے واپس لوٹاتا ہے۔ ایسے بہت سے احمدی ہیں جو صرف قربانی کرتے ہیں یعنی قربانی کے نام پر قربانی کرتے ہیں اور صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ ان کے دل میں یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ اس کا بدلہ انہیں دنیا میں یا دنیاوی مال کی صورت میں مل جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے کہ میں احسن رنگ میں اس کو لوٹاؤں گا وہ لوٹا دیتا ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو برے حالات کے باوجود قربانی کر دیتے ہیں اور یہ امید رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کی اپنی ضروریات کسی نہ کسی طرح پوری کر ہی دے گا اور اللہ تعالیٰ ان کی اس امید کو بھی پوری کر دیتا ہے اور ان کو بھی حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے ضرورت پوری کر دی لیکن شرط یہ ہے کہ نیک نیتی سے خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر قربانی کی جائے اور اس کے لیے باقی احکامات اور نیکیوں کو بھی بجا لایا جائے۔ یہ نہیں کہ صرف مال دے دیا اور سمجھ لیا کہ میں نے بہت قربانی کر دی، باقی فرائض پورے کر دیے۔ باقی نیکیاں بجا لانا بھی ضروری ہے۔ نہ کہ ایک کاروباری شخص کی طرح صرف اس سوچ کے ساتھ مال خرچ ہو کہ اس کا منافع لینا ہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دو، منافع مل جائے گا۔

مالی قربانیوں کے ایمان افروز واقعات

حضورِ انور نے فرمایا:

بہرحال میں اس وقت بعض لوگوں کے اپنے واقعات پیش کرتا ہوں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے فیض پایا۔ اکثر ایسے واقعات ہیں جن میں خالص ہو کر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی دی اور حیرت انگیز طور پر ان کی ضروریات کو نہ صرف اللہ تعالیٰ نے

پورا کیا بلکہ بڑھا کر دیا۔ بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے اس بات کی بھی پروا نہیں کی کہ اپنی اور اپنے بچوں کی بھوک کس طرح مٹائیں گے لیکن چندمنٹ کے اندر اندر اللہ تعالیٰ نے اس سے بڑھ کر ان کی بھوک کو مٹانے کے سامان پیدا کر دیے۔ جو ان کے پاس تھا اس سے بہت بڑھ کر دے دیا اور یوں یہ بات ان کے ایمان میں مزید تقویت کا ذریعہ بن گئی۔ پس یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے وہ لوگ جن کی بے شمار مثالیں آج ہمیں جماعت احمدیہ میں ہی نظر آتی ہیں۔

☆ مبلغ فرہاد صاحب جرمنی سے ہیں، وہ کہتے ہیں لوکل امارت ویزبادن (Wiesbaden) کے ایک خادم نے بتایا کہ وہ تحریک جدید کا چندہ ادا کر چکے تھے بلکہ جو رقم وقفِ جدید میں ادا کرنی تھی وہ بھی اضافی چندہ میں تحریکِ جدید میں ادا کر دی تھی۔ اسی مہینے ٹیکس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے خط آ گیا کہ آپ کے ذمہ آٹھ سو یوروز ہیں جو آپ نے ادا کرنے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کہتے ہیں میں نے ہمت کر کے وقفِ جدید کا چندہ ادا کر دیا کہ ٹھیک ہے قرض لے کے ٹیکس بھی دے دیں گے۔ اس کے چند ہفتوں بعد ہی ٹیکس ڈیپارٹمنٹ کا خط آیا کہ ہم نے دوبارہ آپ کے کاغذات کا جائزہ لیا ہے آپ کے ذمہ کوئی رقم نہیں ہے بلکہ ہم نے آپ کو چار ہزار چار سو یورو واپس کرنے ہیں۔ اور کچھ دن کے بعد ہی کہتے ہیں میری گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا، نقصان ہوا، کسی نے نقصان کر دیا تو اس کے بھی مجھے چار ہزار سات سو یورو مل گئے۔ اس طرح تھوڑی سی ہمت کر کے میں نے چندہ میں جو اضافہ کیا تھا، جو ادائیگی کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کی ادائیگی کے سامان پیدا کر دیئے۔ اب اس کو چاہے کوئی اتفاق کہے لیکن ایک مومن جانتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کا نتیجہ ہے۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کی مالی قربانی

حضور انور نے فرمایا:

☆ کینیڈا کی صدر لجنہ کہتی ہیں کہ ایک بہن بیان کرتی ہیں کہ تین سال پہلے ان کے خاوند اپنی تعلیم میں مصروف تھے۔ نوکری کے ساتھ باہر کی تمام ذمہ داری ان پر آن پڑی۔ اس تھکا دینے والی روٹین نے انہیں مضمحل کر دیا۔ وہ بیمار رہنے لگیں۔ اسی دوران جب وقفِ جدید، تحریک جدید کے وعدوں کا ٹائم آیا تو انہوں نے اپنی آمدنی سے دوگنا وعدہ لکھوا دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کی جاب ختم ہو گئی۔ شدید تنگ دستی کا شکار ہو گئیں۔ کریڈٹ کارڈ سے اخراجات پورے کرنے لگیں۔ سال کے آخر میں جب چندے ادا کرنے کا وقت آیا تو بحالت مجبوری اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے انہوں نے کریڈٹ کارڈ سے ہی چندوں کی ادائیگی بھی کر دی۔ خدا تعالیٰ نے عجیب قدرت دکھائی کہ انہی دنوں میں انہیں بنک سے معلوم ہوا کہ ان کی کریڈٹ پروٹیکشن انشورنس ہے اور اگر جاب چلی گئی ہے تو اس کے لیے درخواست دے سکتی ہیں۔ اس طرح ان کے کریڈٹ کارڈ کی تمام ادائیگی کا بندوبست ہو گیا اور ساتھ ہی انہیں نئی نوکری بھی مل گئی جو پہلی نوکری سے زیادہ بہتر تھی۔ مالی حالات بہتر ہونے لگے۔ انہوں نے پہلے سے بڑھ کر لازمی چندوں کی ادائیگی کی، طوعی وعدہ جات کو بھی بڑھا دیا اور اسی دوران ان کے خاوند کی بھی تعلیم مکمل ہو گئی اور ان کو بھی اچھی جاب مل گئی تو انہوں نے اپنی جاب چھوڑ دی اور خاوند کی جاب سے ہی گزارہ ہونے لگا۔

وقف جدید کے لئے مالی قربانیوں کا عمومی جائزہ

اب میں وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے گزرے ہوئے سال کے کچھ اعداد و شمار پیش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تریسٹھواں سال 31 دسمبر 2020 کو ختم ہوا اور چونسٹھواں سال یکم جنوری 2021ء سے شروع ہو گیا۔

اللہ کے فضل سے جماعت کو اس سال کے دوران میں ایک کروڑ پانچ لاکھ تیس ہزار پاؤنڈز (10,530,000) کی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔ یہ وصولی گذشتہ سال سے آٹھ لاکھ ستاسی ہزار پاؤنڈز زیادہ ہے۔ الحمدللہ۔ اب یہ کسی انسانی کوشش کا نتیجہ نہیں ہو سکتی۔ یہ خالص اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔

اس سال بھی برطانیہ دنیا کی جماعتوں میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے اول ہے۔ انہوں نے اللہ کے فضل سے کافی اضافہ کیا ہے۔ ...

دوسرے نمبر پر جرمنی ہے۔ گو انہوں نے بھی بڑا اضافہ کیا ہے لیکن ابھی برطانیہ ان سے بہت آگے ہے۔

پاکستان تو کرنسی کی وجہ سے بہت پیچھے جماعتوں میں چلا گیا ہے گو تیسرا نمبر ہی ہے لیکن بہرحال مجموعی طور پر ملکی کرنسی کے لحاظ سے یہاں بھی ترقی ہے اور یہ لوگ قربانی کر رہے ہیں۔ ...

کینیڈا چوتھے نمبر پر ہے۔ پھر امریکہ ہے۔ پھر بھارت ہے۔ پھر آسٹریلیا ہے۔

پھر مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے۔ پھر انڈونیشیا ہے۔ پھر گھانا ہے۔ ...

فی کس ادائیگی کے لحاظ سے امریکہ نمبر ایک ہے۔ پھر سوئٹزرلینڈ ہے۔ پھر برطانیہ ہے۔

افریقہ میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے گھانا نمبر ایک ہے۔ پھر نمبر دو ماریشس۔ پھر نائیجیریا۔ پھر برکینا فاسو۔ پھر تنزانیہ، سیرالیون، گیمبیا، کینیا، مالی اور بینن ہے۔

ان کی شاملین کی تعداد چودہ لاکھ باون ہزار ہے۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کی مالی قربانیوں کا مختصر جائزہ

کینیڈا کی امارتیں جو ہیں نمبر ایک پروان (Vaughan)۔ پھر پیس ولیج (Peace Village)۔ پھر وینکوور (Vancouver)۔ پھر بریمپٹن ویسٹ (Brampton-West)۔ پھر ٹرانٹو ویسٹ (Toronto-West)۔

کینیڈا کی دس بڑی جماعتیں بریڈفورڈ (Bradford)۔ ڈرہم (Durham)۔ ملٹن ایسٹ (Milton-East)۔ ایڈمنٹن ویسٹ (Edmonton West)۔ ونڈسر (Windsor)۔ ملٹن ویسٹ (Milton-West)۔ ریجائنا (Regina)۔ آٹوا ویسٹ (Ottawa-West)۔ ایئرڈری (Airdrie)۔ ایبٹس فورڈ (Abbotsford)۔

اطفال کی نمایاں امارتیں وان (Vaughan) نمبر ایک پر۔ پھر ٹرانٹو ویسٹ (Toronto-West)۔ پھر پیس ولیج (Peace Village)۔ پھر کیلگری (Calgary)۔ پھر بریمپٹن ویسٹ (Brampton-West)۔

اطفال میں جو جماعتیں ہیں بریڈفورڈ (Bradford) نمبر ایک۔ پھر ڈرہم (Durham)۔ پھر ملٹن ویسٹ (Milton-West)۔ لندن (London)۔ ہملٹن ماؤنٹین (Hamilton Mountain)۔

حضور انور نے آخر میں فرمایا:

اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔ ان کو روحانی ترقی بھی عطا فرمائے اور یہ لوگ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے ہوں۔

دعا کی خصوصی تحریک

فرمایا:

ان دنوں میں دوبارہ جیسا کہ میں تحریک کر رہا ہوں پاکستان کے احمدیوں کے لیے بھی خاص طور پر دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دور فرمائے۔ ان کی پریشانیوں کو دور فرمائے۔

(باقی صفحہ 10)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

مکرم سلطان نصیر احمد صاحب مربی سلسلہ

تحریک وقفِ جدید

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ مورخہ 12 جنوری 2007ء میں فرمایا:

''وقفِ جدید کی تحریک بھی جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں، حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جاری کردہ تحریک ہے۔ جس کو 1957ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاری فرمایا تھا اور صرف پاکستان کے احمدیوں کے لئے یہ تحریک تھی۔ پاکستان سے باہر کے احمدیوں میں سے اگر کوئی اپنی مرضی سے اس میں حصہ لینا چاہتا تھا تو لے لیتا تھا۔ خاص طور پر اس بارہ میں تحریک نہیں کی جاتی تھی کہ وقفِ جدید کا چندہ دیا جائے۔ اُس وقت جب یہ جاری کی گئی تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں پاکستان کی جماعتوں کے لئے دو خاص مقاصد تھے... ایک تو یہ کہ پاکستان کی دیہاتی جماعتوں کی تربیت کی طرف توجہ دی جائے جس میں کافی کمزوری ہے اور دوسرے ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کا کام۔''

(خطباتِ وقفِ جدید، صفحہ 607)

وقفِ جدید کے ذریعہ سے بہت سے منصوبے غریب یا غیر ترقی یافتہ ملکوں میں سرانجام پا رہے ہیں۔

حضور انور نے خطبہ جمعہ مورخہ 8 جنوری 2016ء میں فرمایا:

''شاید اور کسی کے ذہن میں بھی یہ سوال اٹھے کہ اتنی تحریکات ہیں۔ ان کا کیا مقصد ہے؟ تو اس بارہ میں، میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ وقفِ جدید یعنی اس کے اخراجات مخصوص ملکوں اور مخصوص علاقوں کے لیے ہیں۔ مغربی اور امیر ممالک سے وقفِ جدید کی مد میں جو چندہ آتا ہے وہ بھارت اور افریقہ کے عموماً دیہاتی علاقوں میں خرچ ہوتا ہے بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ تحریک باقی دنیا کے لیے بھی عام کی تھی تو امیر ممالک میں وقفِ جدید کو جاری کرنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ ہندوستان کے اور قادیان کے جو اخراجات ہیں وہ وقفِ جدید سے پورے کیے جائیں جب کہ تحریکِ جدید سے جو اخراجات کیے جاتے ہیں وہ دنیا کے ہر ملک میں جہاں مرکز سے مدد کی ضرورت ہو کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ رقم مرکز میں آتی ہے اور وہاں سے اخراجات کیے جاتے ہیں۔ بہرحال وقفِ جدید کے ذریعہ سے بہت سے منصوبے غریب یا غیر ترقی یافتہ ملکوں میں سرانجام پا رہے ہیں۔''

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 29 جنوری 2016ء، صفحہ 6)

اپنے بچوں میں بھی اس قربانی کی عادت ڈالیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مورخہ 12 جنوری 2007ء میں فرمایا:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے محبت اور رسولؐ سے محبت کا تقاضا ہے کہ قربانی میں ہمارے قدم ہمیشہ آگے بڑھتے رہیں۔ اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں ہم شامل ہوئے ہیں تو اس محبت اور اخلاص کا تقاضا ہے کہ اصلاح اور تربیت کے لئے جب مالی قربانی کی ضرورت پڑے تو ہر احمدی ہمیشہ اپنی روایات کو قائم رکھتے ہوئے قربانی میں آگے سے آگے بڑھتا رہے۔

...

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اتنا بوجھ نہ ڈالو جو برداشت نہ ہو سکے اور عفو پر عمل کرو یعنی اپنے بیوی بچوں کی ضروریات کا بھی خیال رکھو۔ ان کو پورا کرو۔ لیکن ضروریات کی بھی کوئی حد مقرر ہونی چاہئے اس کے بھی معیار ہونے چاہئیں۔ ورنہ اس زمانے میں جتنا دنیاوی چیزوں کی خواہش کرتے جائیں گے، خواہشیں بڑھتی جائیں گی اور قسم قسم کی جو چیزیں بازار میں دیکھتے ہیں وہ آپ کی خواہشات کو مزید بھڑکاتی ہیں تو اس لحاظ سے بھی دیکھنا چاہئے کہ عفو کی تعریف کیا ہے۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایمانی حالت کی بہتری کے لئے بھی قربانی کی ضرورت ہے۔ تو اپنے بچوں میں بھی اس قربانی کی عادت ڈالیں تا کہ جب وہ بڑے ہوں تو ان کی خواہشات کی جو ترجیحات ہیں ان میں اللہ کی خاطر مالی قربانی سب سے اول نمبر پر ہو۔ اس سے ایک تو شاملین کی تعداد میں بھی اضافہ ہوگا اور جو عفو کے معیار ہیں وہ ترجیحات بدل جانے سے بدل جائیں گے۔ جو لوگ بچوں کو بھی جب جیب خرچ دیتے ہیں تو اُن کو اُس میں سے چندہ دینے کی عادت ڈالیں۔ عیدی وغیرہ میں سے چندہ دینے کی عادت ڈالیں، اِن مغربی ممالک میں، میں نے اندازہ لگایا ہے جیسا کہ پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں کہ بازار سے کھانا برگر وغیرہ جو ہیں اور بڑے شوق سے کھائے جاتے ہیں اور جو مزے کے لئے کھائے جاتے ہیں، ضرورت نہیں ہے۔ اگر مہینے میں صرف دو دفعہ یہ بچا کر وقفِ جدید کے بچوں کے چندے میں دیں تو اسی سے وصولی میں 25 سے 30 فیصد تک اضافہ ہو سکتا ہے۔''

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ مورخہ 2 فروری 2007ء، صفحہ 6، 8)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کی جماعت کو مالی قربانی کا وہ اِدراک دیا ہے جو دنیا میں کسی اور کو نہیں ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مورخہ 5 جنوری 2007ء میں فرمایا:

''یہ جو مالی قربانیوں کا سلسلہ ہے یہ خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی جماعت میں یہ نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو اس قربانی کا وہ ادراک دیا ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ دنیا میں کسی اور کو نہیں ہے اور اس کے بے شمار نمونے ہم ہر سال دیکھتے ہیں۔

آج کیونکہ حسب روایت جنوری کے پہلے خطبہ میں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان ہوتا ہے اس لئے اس لحاظ سے میں وقف جدید میں مالی قربانی کرنے والوں کے بعض ایمان افروز واقعات بیان کروں گا۔ کس طرح پھر اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کی وجہ سے انہیں اس دنیا میں بھی نواز دیتا ہے جو ان کے ایمان کی مضبوطی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

مالی قربانی کس شوق سے لوگ کرتے ہیں اور اس نمونے پر عمل

کرتے ہیں جو صحابہؓ کا تھا جس کا میں نے ذکر کیا کہ مالی تحریک پر صحابہؓ بازار جاتے تھے اور جو معمولی مزدوری ملتی تھی اس کو لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ ایسے نمونے ہم میں آج بھی ملتے ہیں۔

برکینا فاسو کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ودگو ریجن میں ہماری ایک جماعت کاری (Kari) ہے۔ وہاں اس کے قریب حکومت زمین میں فائبر آپٹک (Fibre Optic) تار بچھا رہی ہے تو کاری جماعت کے بعض خدام نے ٹھیکیدار سے بات کی کہ وہ ان کو ایک کلومیٹر کی کھدائی کا کام دے دے۔ چنانچہ کام ملنے پر جماعت کے خدام نے مل کر کھدائی کا کام کیا اور اس کے عوض ملنے والی ایک ملین فرانک سیفا کی رقم جو تقریباً کوئی بارہ سو پچاس پاؤنڈز بنتے ہیں وقفِ جدید کے چندہ میں ادا کر دی۔ پس یہ جذبہ ہے کہ جیسا میں نے کہا آج جماعت احمدیہ کے علاوہ اور کہیں نظر نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ کس طرح نوجوانوں اور بچوں کے ایمانوں میں بھی چندے کی برکت سے مضبوطی عطا فرماتا ہے اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔

برکینا فاسو کے ملک میں بنفورہ ریجن کی ایک جماعت ہے۔ وہاں کے ایک ممبر اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے ایک سفر پر جانا تھا اور وقفِ جدید کا سال ختم ہو رہا تھا۔ دوسری طرف فصل کی بھی برداشت ہو رہی تھی۔ کاٹی جا رہی تھی۔ تو میں نے جانے سے پہلے اپنے بچوں سے کہا کہ فصل جب مکمل ہو جائے تو اس میں سے دسواں حصہ نکال کر چندے میں دے دینا۔ یہ کہہ کر میں سفر پر چلا گیا۔ بعد میں بچے جو فصل تھی، اناج تھا تمام گھر لے آئے اور چندہ ادا نہیں کیا۔ کہتے ہیں جب میں واپس آیا اور میں نے دیکھا، پتا کیا تو پتا لگا کہ بچوں نے تو سارا اناج گھر میں رکھ لیا ہے۔ اس پر میں نے بچوں سے کہا کہ ابھی سارا اناج گھر سے باہر نکالو اور چندے کا حصہ علیحدہ کرو۔ چنانچہ جب بچوں نے وہ سارا اناج گھر سے نکالا اور چندے کا حصہ نکال کر اسی جگہ پر وہ واپس رکھا تو کہتے ہیں اس میں کوئی بھی کمی نہیں تھی اور بچے یہ چیز دیکھ کر حیران رہ گئے کہ چندہ علیحدہ کیا ہے لیکن اس کے باوجود اناج اتنے کا اتنا ہی ہے۔ اس پر کہتے ہیں، میں نے انہیں بتایا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو دکھایا ہے کہ اس کی راہ میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہ صحیح اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والے ان لوگوں کا ایمان ہے جو ہزاروں میل دور بیٹھے ہیں اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا، مانا۔

چندے کی برکت سے مشکلات کے دور ہونے اور مضبوطی ایمان کا بھی ایک واقعہ ہے۔ آئیوری کوسٹ کی جماعت ڈِپنگو ہے۔ وہاں سے تعلق رکھنے والے ایک احمدی دوست یعقوب صاحب کہتے ہیں کہ میں کافی دیر سے احمدی تھا لیکن چندے کے نظام میں شامل نہیں تھا۔ پہلے میری زندگی ہمیشہ مسائل میں گھری رہتی تھی۔ کبھی بچے بیمار رہتے تھے تو کبھی فصل کی وجہ سے پریشانی رہتی۔ لیکن گزشتہ تین سال سے میں چندہ وقفِ جدید کے بابرکت نظام میں شامل ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی نظام کا مستقل حصہ بننے کے بعد خدا تعالیٰ نے زندگی بدل دی ہے۔ اب میرے بچے پہلے سے زیادہ صحت مند ہیں اور فصل بھی زیادہ ہوتی ہے۔''

(سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔ 26 جنوری 2018ء، صفحہ 6،7)

اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کے تمام افرادِ خاندان کو اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے، حصہ لینے کی اور اپنے وعدہ جات کے مطابق چندہ وقفِ جدید ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمیں اس تحریک کی جملہ برکات اور فیوض سے مالا مال فرمائے۔ آمین!

ساری جماعت ایک قلعہ میں محفوظ ہو جائے گی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دوست لکھتے ہیں:

''رؤیا میں ایک بزرگ جو پردہ میں ہیں، مجھے فرماتے ہیں کہ آپ کے خلیفہ صاحب نے جو یہ حکم جماعت کو دیا ہے کہ یکم محرم سے پورا ایک سال تک سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّد بڑی عمر کے دوصد دفعہ روزانہ پڑھیں۔ پندرہ سے پچیس سال کی عمر کے نوجوان ایک صد دفعہ روزانہ اور بچے کم وبیش پڑھیں۔ اس کا کیا فائدہ ہے؟ میں ابھی سوچ میں ہی تھا کہ وہ بزرگ ہی جواباً مجھے فرماتے ہیں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ساری جماعت ایک قلعہ میں محفوظ ہو جائے گی اتنا سوراخ بھی نہ رہے گا کہ جہاں سے شیطان گھس سکے یعنی شیطان کسی فرد کو بھی گمراہ نہ کرنے پائے گا۔ قلعہ کی شکل جو مجھے دکھائی گئی وہ آہنی تھی۔ ضرورت پر دروازہ کھولا جاسکتا ہے اور دیوار زمین سے آسمان تک دکھائی گئی۔''

(رپورٹ مجلس مشاورت سال 1968ء، صفحہ 233)

مرسلہ مکرم سید طاہر احمد صاحب، نظارت اشاعت ربوہ

نیلے افق میں طالع کہیں دور جا بسا

مکرم عبدالجلیل عبادؔ صاحب، جرمنی

نیلے افق میں طالع کہیں دور جا بسا
پردیس میں وہ آنکھوں کا اب نور جا بسا

دے کر ہماری آنکھ کو اشکوں کی وہ رُتیں
جنت کی سرزمین پہ مغفور جا بسا

وہ چاندنی بکھیرنے افریقہ تھا گیا
ٹوٹا جو چاند اس کا واں سب چور جا بسا

بچھڑا بھری بہار میں خوشبو بھرا گلاب
مٹی بھی مہکے اس میں اِک منصور جا بسا

پیارا تھا وہ حضور کا جو صبحِ نور تھا
بن کر شہید تاروں میں مسرور جا بسا

خادِم تھا اور غلام تھا دینِ متین کا
قربان ہو کے دور وہ مشہور جا بسا

اہلِ وفا کے سلسلے کا تھا وہ شہسوار
طے کرنے رستے نور کے وہ طُور جا بسا

زخمی دلوں کو کر کے وہ اِک سیلِ غم عطا
خود عرش کی زمین پہ مبرور جا بسا

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِأَھْلِہٖ وَأَنَا خَیْرُکُمْ لِأَھْلِی

تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے

مکرم مولانا آصف احمد خان صاحب، پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا

سیرت النبی ﷺ کا ہر پہلو ہی نہایت حسین وجمیل ہے۔ آپؐ کی سیرت کے گلستان میں جس طرف بھی جائیں ہر کوچہ اسوۂ پاک کا ایک نیا اور سب سے اعلیٰ منظر پیش کرتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِأَھْلِہٖ وَأَنَا خَیْرُکُمْ لِأَھْلِی

(سنن ابی ماجہ۔ کتاب النکاح)

سیرت کا مطالعہ کرنے سے نہایت شان کے ساتھ یہ بات نظر آتی ہے کہ بلاشبہ آپؐ ہی ہیں جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ بہترین حسن سلوک فرمانے والے تھے۔

اس مضمون میں سب سے پہلے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں انبیاء اور بالخصوص آنحضور ﷺ کا شادی کرنے کی غرض وغایت بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا:

’’بعض نادان لوگوں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب کہ انبیاء ایسے فنافی اللہ ہوتے ہیں اور دنیا اور اس کی لذتوں سے دور بھاگتے ہیں، پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ وہ بیویاں اور بچے بھی رکھتے ہیں؟ ایسے معترضین اتنا نہیں سمجھتے کہ ایک شخص تو ان باتوں کا اسیر اور ان فانی لذتوں میں فنا ہو جاتا ہے، لیکن اس کے خلاف انبیاء کا گروہ ان باتوں سے پاک ہوتا ہے۔ یہ چیزیں ان کے لئے محض خادم کے طور پر ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں انبیاء ہر قسم کی اصلاح کے لئے آتے ہیں۔ پس اگر وہ بیوی بچے نہ رکھتے ہوں، تو اس پہلو میں تکمیل اصلاح کیونکر ہو۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ عیسائی لوگ معاشرت کے متعلق حضرت مسیحؑ کا دنیا کے روبرو کیا نمونہ پیش کر سکتے ہیں؟ کچھ بھی نہیں۔ جب وہ اس راہ سے ہی ناواقف ہیں اور مدارج سے ہی بے خبر، تو وہ کیا اصلاح کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی کمال ہے کہ ہر پہلو میں آپؐ کا نمونہ کامل ہے۔ دنیا اور اس کی چیزیں انبیاء پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتیں اور وہ فانی لذتوں کی کچھ بھی پروا نہیں کیا کرتے، بلکہ ان کا دل خدا تعالیٰ کی طرف اس دریا کی ایک تیز دھار کی طرح جو پہاڑ سے گرتی ہے بہتا ہے اور اس کی رو میں ہر خس وخاشاک بہہ جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات۔ جلد اوّل صفحہ 240، ایڈیشن 2003ء)

آنحضور ﷺ کا اپنے اہل خانہ سے حسن سلوک کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے حسن سلوک کی ایک خوبصورت مثال اس واقعہ میں نظر آتی ہے کہ جب آپؐ کی شادی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی تو آپؐ کے اعلیٰ اخلاق اور اپنے ساتھ کامل وفا کا پورا یقین کرتے ہوئے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے تمام اموال اور غلام اور معاملات کا پورا اختیار آپؐ کے ہاتھ میں دے دیا۔ یہ اس وجہ سے تھا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو بذات خود نہایت نیک طبع ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت دانا اور زیرک بھی تھیں۔ چند دن میں ہی اس حقیقت کو جان گئی تھیں کہ ان کے شوہر یعنی محمد ﷺ سے بڑھ کر اور کوئی ان کے اموال ومعاملات کے اختیار کا حقدار نہیں ہو سکتا۔

اور آنحضرت ﷺ کا اپنی زوجہ کے ساتھ نہایت اعلیٰ درجہ کے حسن سلوک کی گواہی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تقریباً پندرہ سال کا طویل عرصہ گزارنے کے بعد پہلی وحی کے نزول کے موقع پر بھی دی۔ جب وحی ہوئی اور آنحضرت ﷺ گھبراہٹ اور پریشانی کے عالم میں تھے۔ آپؐ سب سے پہلے اپنی زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور انہی کو سب سے پہلے اس واقعہ کی خبر دی۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فوراً آپؐ کی تصدیق فرمائی اور آپؐ کے اس دعویٰ میں ایک لمحہ کے لئے بھی شک نہ کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آپؐ کے ساتھ زندگی کا ایک عرصہ گزار چکی تھیں جانتی تھیں کہ آپؐ نے وہی بیان کیا ہے جو حقیقت ہے۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہ صرف آپؐ کی وحی کی تصدیق کی بلکہ آپؐ کو اعلیٰ اخلاق کا حامل قرار دیتے ہوئے یہ تسلی بھی دی کہ خدا آپؐ کو کبھی ناکام ونامراد نہ ہونے دے گا۔

فرمایا کہ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں اور رشتہ داروں سے حسن سلوک فرماتے ہیں اور غریبوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور معدوم ہو جانے والی نیکیوں کو زندہ کرنے والے ہیں یعنی جو نیکیاں ختم ہو گئی ہیں ان کو دوبارہ زندہ کرنے والے ہیں اور سچ بولنے کے نتیجہ میں پیش آنے والی مشکلات کے باوجود حق کے ہی معین و مددگار ہیں۔ یعنی سچی بات ہی کہتے ہیں اور مہمان نواز بھی ہیں۔

(صحیح بخاری۔ بدء الوحی کیف کان بدء الوحی)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسلام کے ظہور سے قبل مکہ کی ایک رئیسہ خاتون تھیں۔ آپؓ کو تمام آسائشیں میسر تھیں۔ انہوں نے اسلام کے زمانہ میں بے شمار تکالیف برداشت کیں۔ یہاں تک کہ شعب ابی طالب میں محصوری کا عرصہ بھی گزارا۔ لیکن اپنے شوہر کا ساتھ نہ چھوڑا۔ اس کی وجہ آنحضور ﷺ کا وہ بہترین حسن سلوک تھا جو آپؓ ہر لمحہ محسوس کرتی تھیں۔ اس حسن سلوک کے مقابلہ میں دنیا کی ہر تکلیف بے حیثیت تھی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی ایسی محبت تھی کہ جو ان کی وفات کے بعد بھی ماند نہ ہوئی۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آپؐ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول! خدا نے آپؐ کو اس قدر اچھی اچھی بیویاں عطا فرمائی ہیں۔ اب اس بڑھیا (یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا ذکر جانے بھی دیں۔ تو آپؐ نے فرمایا نہیں، نہیں!! خدیجہؓ اس وقت میری ساتھی بنی جب میں تنہا تھا۔ وہ اس وقت میری سپر بنی جب میں بے یارومددگار تھا۔ وہ اپنے مال کے ساتھ مجھ پر فدا ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سے مجھے اولاد بھی عطا کی۔ انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔

(مسند احمد بن حنبل۔ جلد 6 صفحہ 118، مطبوعہ بیروت)

اور یہی وہ حسن سلوک تھا جو آپؐ نے اپنی ہر زوجہ مطہرہ کے ساتھ روا رکھا۔ اور ہر زوجہ ہی آنحضرت ﷺ کے حسن سلوک کی گواہ بنی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو تھے اور سب سے زیادہ کریم، عام آدمیوں کی طرح بلا تکلف گھر میں رہنے والے، آپؐ نے کبھی

تیوری نہیں چڑھائی، ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ نیز آپؓ فرماتی ہیں کہ اپنی ساری زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھایا نہ کبھی خادم کو مارا۔ خادم کو بھی کبھی کچھ نہیں کہا۔

(شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کوئی مصروف الاوقات نہیں تھا۔ اس کے باوجود گھر والوں کے حقوق پوری طرح ادا کیا کرتے تھے اس بارہ میں روایت ہے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اہل خانہ کی خدمت میں لگے رہتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الاذان)

آنحضور ﷺ کا اپنی ہر زوجہ کے ساتھ ایسا حسن سلوک تھا کہ ہر ایک کی یہ تمنا ہوا کرتی تھی کہ اس دنیا میں بھی جس قدر ممکن ہو آپؐ کا قرب نصیب ہو آپؐ کی زوجیت میں ہی ہمارا حشر ہو۔ چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک دفعہ بوجہ پیرانہ سالی خود ہی یہ وہم ہوا کہ کہیں آپؐ انہیں ان کی پیرانہ سالی کی وجہ سے طلاق ہی نہ دے دیں حالانکہ آنحضور ﷺ کا ایسا کوئی ارادہ نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے یہ درخواست کی کہ یا رسول اللہ! میں اس کے سوا اور کچھ نہیں چاہتی کہ آپؐ کی ازواج میں میرا حشر ہو۔

(نیل الاوطار صفحہ 140)

اسی طرح یہ بھی نظر آتا ہے کہ ازواج مطہرات کو آپؐ کے حسن سلوک نے ایسا گرویدہ کر لیا تھا کہ صرف اس دنیا میں ہی نہیں بلکہ آخرت میں بھی آپؐ کی ہی معیت کے لئے بیتاب تھیں۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو فرمایا کہ أَسْرَعُكُنَّ لَحَاقًا بِيْ أَطْوَلُكُنَّ يَدًا ۔ یعنی تم میں سے سب سے پہلے (وفات کے بعد) مجھے وہ ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔ یہ سن کر آپؐ کی ابدی معیت کی تمنا کرتے ہوئے ازواج مطہرات ہاتھ ناپنے لگیں۔

(صحیح مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل زینب حدیث 2452)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے رشتہ داروں سے اور ان کی سہیلیوں سے بھی حسن سلوک فرمایا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن ہالہ کی آواز کان میں پڑتے ہی کھڑے ہو کر ان کا استقبال کرتے اور فرماتے یہ تو خدیجہؓ کی بہن آئی ہیں۔ اور گھر میں جب کبھی کوئی جانور ذبح ہوتا تو اس کا گوشت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں میں بھجوانے کا اہتمام فرماتے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الفضائل، باب من فضائل خدیجہؓ)

آنحضور ﷺ کا اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ ایسا تعلق تھا کہ آپؐ ان کے مزاج اور عادات سے بھی خوب واقف ہوا کرتے تھے اور ان کی ان عادات واطوار کا از راہ محبت ان سے ذکر بھی کیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا: اے عائشہ! میں تمہاری ناراضگی اور خوشی کو خوب پہچانتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ وہ کیسے؟ آپؐ نے فرمایا: جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو اپنی گفتگو میں رب محمدؐ کہہ کر قسم کھاتی ہو اور جب ناراض ہوتی ہو تو رب ابراہیمؑ کہہ کر بات کرتی ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ! یہ تو ٹھیک ہے مگر بس میں صرف زبان سے ہی آپؐ کا نام چھوڑتی ہوں۔ (دل میں تو آپؐ کی ہی محبت ہے۔) (صحیح بخاری۔ کتاب النکاح، باب غیرۃ النساء ووجدھن)

آنحضور ﷺ کا یہ طریق تھا کہ آپؐ اتنا وقت ہی گھر سے باہر گزارتے جتنا ضروری ہوتا اور جب باہر کے کام ختم ہو جاتے تو اپنے اہل وعیال کے ساتھ وقت گزارتے اور اسی بات کی نصیحت آپؐ نے اپنے صحابہؓ کو بھی فرمائی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی ضرورتوں کو پورا کر لے، جس کے لئے اسے سفر کرنا پڑا ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھتے ہوئے جلد گھر واپس آ جائے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد والسیر، باب السرعۃ فی السیر حدیث 3001)

آپؐ نے اپنے صحابہؓ کو بھی اپنے اسی اسوہ پر چلنے کی تاکید فرمائی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے عبداللہ! جو مجھے بتایا گیا ہے کیا یہ درست ہے کہ تم دن بھر روزے رکھے رہتے ہو اور رات بھر قیام کرتے ہو؟ (یعنی نمازیں پڑھتے رہتے ہو) اس پر میں نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہؐ! تو آپؐ نے فرمایا: ایسا نہ کرو۔ کبھی روزہ رکھو، کبھی چھوڑ دو۔ رات کو قیام کرو اور سو بھی جایا کرو کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری زیارت کو آنے والے کا بھی تم پر حق ہے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الصوم، باب حق الجسم فی الصوم)

آنحضرت ﷺ کی ایک بیوی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں جن کا اصل نام زینب تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہؐ کے شدید معاند اور یہودی قبیلہ بنو نضیر کے سردار حیی بن اخطب کی بیٹی تھیں اور انہی معاندین میں سے ایک سردار کنانہ بن ربیع بن الحقیق کی بیوہ تھیں۔ آنحضور ﷺ نے جنگ خیبر سے واپسی پر جو کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آنحضور ﷺ کے ساتھ پہلا سفر تھا، آنحضرت ﷺ نے اونٹ پر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے خود جگہ بنائی۔ آپؐ نے جو عبا پہنی ہوئی تھی اسے اتار کر اور تہہ کر کے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹھنے کی جگہ پر بچھا دیا۔ پھر ان کو سوار کرتے ہوئے آپؐ نے اپنا گھٹنا ان کے آگے جھکا دیا اور فرمایا کہ اس پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔

(صحیح بخاری۔ کتاب المغازی باب غزوہ خیبر)

اسی طرح اسی سفر کا ایک اور واقعہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ خیبر سے ہم رات کے وقت چلے تو آنحضرت ﷺ نے مجھے اپنی سواری کے پیچھے بٹھا لیا۔ مجھے اونگھ آ گئی اور میرا سر پالان کی لکڑی سے جا ٹکرایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی شفقت سے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھ دیا اور فرمانے لگے: اے لڑکی! اے حیی کی بیٹی! ذرا احتیاط، ذرا اپنا خیال رکھو۔ پھر رات کو جب ایک جگہ پڑاؤ کیا تو میرے ساتھ بہت محبت بھری باتیں کیں۔ فرمایا: دیکھو! تمہارا باپ میرے خلاف تمام عرب کو کھینچ لایا تھا اور ہم پر حملہ کرنے میں پہل اس نے کی تھی جس کی وجہ سے مجبوراً تیری قوم کے ساتھ ہمیں یہ سب کچھ کرنا پڑا... حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھی تو آپؐ کی محبت میرے دل میں ایسی رچ بس چکی تھی کہ دنیا میں آپؐ سے زیادہ محبوب مجھے کوئی نہیں تھا۔

(مجمع الزوائد۔ جلد 9 صفحہ 15۔ بحوالہ ہمارا گھر ہماری جنت صفحہ 10-11)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نمونہ گھریلو زندگی میں ہے وہ ہر لحاظ سے بہترین تھا۔ آپؐ اپنے اہل خانہ کے نان ونفقہ اور دیگر ضروریات کا بطور خاص اہتمام فرماتے تھے۔ یعنی جو ان کے اخراجات ہیں ان کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنی وفات کے وقت بھی ازواج مطہرات کے نان ونفقہ کے بارہ میں تاکیدی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا خرچہ ان کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا جائے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الوصایا، باب نفق القیم للوقف)

ایک روایت ہے کہ حضرت سلمان بن احوص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضورؐ کے ہمراہ موجود تھے۔ اس موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد وثنا کے بعد وعظ ونصیحت فرمائی اور پھر فرمایا کہ عورتوں

کے بارہ میں ہمیشہ بھلائی کے لئے کوشاں رہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ قیدیوں کی طرح بندھی ہوئی ہیں۔تم ان پر کوئی حق ملکیت نہیں رکھتے سوائے اس کے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوں (یعنی تمہارا حق ملکیت نہیں کہ جب چاہو مارنا شروع کردو جب چاہو جو مرضی سلوک کرلو۔سوائے اس کے کہ وہ نشوز کی یا بے حیائی کی مرتکب ہوں) اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کے کپڑوں اور کھانے کا بہترین خیال رکھو۔

(جامع ترمذی۔کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المراۃ فی حق المراۃ)

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: عورت پسلی کی طرح ہے۔اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو توڑ دوگے اور اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہو تو تم اس کی کجی کے باوجود اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔

(صحیح بخاری۔کتاب الانبیاء، باب خلق آدم وذریت)

آنحضور ﷺ اپنی ازواج کو جس حد تک ممکن ہوتا اپنی مصاحبت بھی عطا فرماتے اور ان کو دینی کاموں میں خدمات سے ثواب حاصل کرنے کا بھی پورا موقع عطا فرماتے تھے۔آپؐ جب جہاد پر جاتے تو اپنی ازواج میں قرعہ ڈالتے اور جس زوجہ کے نام کا قرعہ نکلتا انہیں اپنے ساتھ جہاد پر لے جاتے۔وہ ازواج آنحضور ﷺ کی ضروریات کا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ جنگ کے دوران صحابہ کو پانی پلاتیں اور زخمی صحابہؓ کی دیکھ بھال بھی کرتی تھیں۔دوران سفر آنحضور ﷺ اپنی ازواج سے گفتگو بھی فرماتے رہتے۔

(صحیح بخاری۔کتاب الجہاد، باب حمل الرجل امراتہ فی الغزوہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ رات کو نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے اٹھتے اور عبادت کرتے تھے۔جب طلوع فجر میں تھوڑا سا وقت باقی رہ جاتا تو مجھے بھی جگاتے اور فرماتے کہ تم بھی دو رکعت ادا کرلو۔

(صحیح بخاری۔کتاب الصلوۃ، باب الصلوۃ خلف النائم)

اسی طرح یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ آنحضور ﷺ اپنی ازواج کو نیکی کے کاموں میں اپنے ساتھ ثواب حاصل کرنے کا پورا موقعہ عطا فرماتے۔حجۃ الوداع کے موقع پر بھی آپؐ کی اکثر ازواج آپ کے ہمراہ تھیں۔اسی حج کے متعلق یہ ذکر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی حج کی غرض سے آپ کے ہمراہ تھیں اور مقام سرف پر ان کے مخصوص ایام شروع ہوگئے۔انہوں نے اس غم سے رونا شروع کردیا کہ اب وہ حج کے ثواب سے محروم رہ جائیں گی۔آنحضور ﷺ نے بڑی شفقت بھرے انداز میں ان کے رونے کی وجہ معلوم کی اور وجہ معلوم ہونے پر آپؐ نے ان کی دلجوئی فرمائی اور کہا: فَإِنَّ ذَلِکَ شَیْءٌ کَتَبَهُ اللَّهُ عَلَی بَنَاتِ آدَمَ۔(صحیح بخاری) یعنی یہ تو وہ امر ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں کے مقدر میں لکھ چھوڑا ہے۔

نیز فرمایا کہ تم حج کے تمام اعمال ادا کرو بس بیت اللہ کا طواف نہ کرو اور یہی نہیں بلکہ آپؐ نے بعد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے بھائی کے ساتھ عمرہ بھی کروایا تا کہ ان کی عمرہ اور طواف کی آرزو بھی پوری ہوجائے۔یہ بھی ذکر ملتا ہے کہ اسی حج کے موقع پر آپؐ نے اپنی طرف سے اور اپنے تمام اہل خانہ کی طرف سے گائے کی قربانی کی اور ان کا گوشت بھی تقسیم فرمایا۔

(صحیح بخاری۔کتاب الاضاحی، حدیث نمبر5547)

آنحضور ﷺ اپنی ازواج مطہرات کی تربیت کا بھی خیال رکھتے تھے اور اس غرض کے لئے سب سے بڑھ کر آپؐ اپنے نمونہ اور اعلیٰ کردار سے ان کی تربیت فرماتے تھے۔جہاں ضروری ہوتا الفاظ میں بھی ان کو وعظ ونصیحت فرماتے تھے۔

ایک دفعہ جب کہ آپؐ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھے تو کسی دوسری زوجہ نے اپنی خادمہ کے ہاتھ برتن میں کھانا بطور تحفہ بھیجا۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس خادمہ کے ہاتھ پر ہاتھ مارا جس سے وہ برتن گر کر ٹوٹ گیا۔آپؐ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اس برتن کے ٹکڑے جمع کئے پھر جو کھانا اس برتن میں تھا وہ اس میں ڈالا۔بعدازاں گھر سے ایک برتن لیا اور اس خادمہ کے ہاتھ اس ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف اسے بھیج دیا جن کی طرف سے کھانا آیا تھا اور ٹوٹا ہوا برتن اس کے گھر رہنے دیا جس سے وہ برتن ٹوٹا تھا۔ (صحیح بخاری۔حدیث نمبر5225)

یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو آپؐ کے حسن سلوک کے کئی پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے۔مثلاً یہ کہ آپؐ اپنی ازواج میں مساوات اور انصاف فرماتے تھے۔اگر کسی زوجہ سے انجانے میں یا بوجہ بشریت کوئی غلطی سرزد ہوجاتی تو آپؐ نہایت احسن رنگ میں ان کی غلطی سے انہیں آگاہ فرمادیتے اور درست عمل کی بھی رہنمائی فرمادیتے۔آپؐ اپنی تمام ازواج مطہرات کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھتے تھے۔

آنحضور ﷺ کے گھر کا ماحول خالص دینی ماحول تھا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ آپؐ کے گھر کے ماحول میں کسی قسم کا ہنسنا کھیلنا یا مزاح کرنا ممنوع تھا۔آپؐ اپنی ازواج کے ساتھ گھر میں نہایت بشاشت کے ساتھ رہتے اور باہمی مزاح بھی رہتا تھا۔اس پہلو پر ایک حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آپؐ اپنی ازواج سے کس قدر بے تکلف تھے اور ازواج مطہرات بھی ادب واحترام کی حدود میں رہتے ہوئے مزاح کی باتوں سے لطف اندوز ہوا کرتی تھیں۔

ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سر میں درد تھا اور وہ درد سے کراہ رہی تھیں۔آنحضور ﷺ نے ان سے مزاح کے رنگ میں فرمایا: اے عائشہ! آپ کو کس بات کی فکر ہے؟ اگر آپؓ کی وفات ہوگئی تو میں تمہیں غسل دوں گا اور کفن پہناؤں گا پھر نماز جنازہ پڑھوں گا پھر دفن کروں گا۔

(صحیح بخاری۔کتاب المرضی، حدیث5666)

اسی طرح یہ بھی ملتا ہے کہ بعض اوقات آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ دوڑے بھی ہیں۔اس واقعہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

''بعض وقت آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑے بھی ہیں ایک مرتبہ آپؐ آگے نکل گئے اور دوسری مرتبہ خود نرم ہوگئے تا کہ حضرت عائشہؓ آگے نکل جائیں اور وہ آگے نکل گئیں اسی طرح پر یہ بھی ثابت ہے کہ ایک بار کچھ حبشی آئے جو تماشہ کرتے تھے آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کا تماشہ دکھایا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب آئے تو وہ حبشی ان کو دیکھ کر بھاگ گئے۔''

(ملفوظات۔جلد 2،صفحہ 388،ایڈیشن1988ء)

آنحضور ﷺ اپنی ازواج کو بعض اوقات معاملات میں مشورہ دینے کی بھی اجازت عنایت فرماتے تھے اور اگر وہ مشورہ درست ہوتا تو آپؐ اسے قبول بھی فرماتے تھے۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیرت النبی ﷺ سے دو واقعات بیان فرمائے ہیں جو یہاں آپؓ ہی کے الفاظ میں درج کئے جاتے ہیں:

''ایک دفعہ حضرت عمرؓ ایک بات کے متعلق سوچ رہے تھے ان کی بیوی نے کہا بات تو آسان ہے اس طرح کرلو۔انہوں نے کہا تو کون ہوتی ہے میرے معاملے میں دخل دینے والی۔ان کی بیوی نے کہا جب رسول کریم ﷺ کی بیویاں ان کو مشورہ دیدیتی ہیں تو اگر میں نے دے دیا تو کیا حرج ہے۔حضرت عمرؓ اسی وقت اپنی لڑکی کے پاس جو کہ رسول کریم ﷺ سے بیاہی ہوئی تھی دوڑے گئے اور پوچھا کہ کیا تم رسول کریم ﷺ کے معاملے میں دخل دیا کرتی ہو۔وہ کہنے لگیں۔ہاں۔حضرت عمرؓ نے انہیں کہا یہ بہت بری بات ہے تم پھر اس طرح کبھی نہ کرنا۔ان کی پھوپھی نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے کہا تم کون ہوتے ہو رسول کریم ﷺ کے گھر کی

باتوں میں بولنے والے۔ تو اس زمانہ میں عورتوں کو بیلوں کی طرح سمجھتے تھے مگر رسول کریم ﷺ خود عورتوں سے مشورہ لیا کرتے تھے۔" (اوڑھنی والیوں کے لئے پھول۔صفحہ 55،56)

اسی طرح حدیبیہ والے واقعہ کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"آخر فیصلہ کرنے سے یہ بات قرار پائی کہ مدینہ والے اس سال چلے جاویں اور اگلے سال آویں۔ اس فیصلہ سے صحابہ کرامؓ بہت رنجیدہ ہوئے کہ رسول کریم ﷺ نے کفار کی یہ بات کیوں مان لی ہے۔ پھر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کے لئے جو کچھ لائے ہوئے ہیں وہ قربان کردو۔ مگر کوئی نہ اٹھا۔ حتیٰ کہ رسول کریم ﷺ نے تین دفعہ کہا مگر پھر بھی سب بیٹھے رہے۔ یہ حال دیکھ کر رسول کریم ﷺ کو بہت فکر ہوا کہ کہیں اس واقعہ سے لوگوں پر ابتلا نہ آجاوے۔ آخر آپ اٹھ کر گھر گئے اور اپنی ایک بیوی سے پوچھا کہ کیا کیا جاوے یہ آج پہلی دفعہ ہے کہ میں بات کہوں اور لوگ نہ کریں۔ آپ کی بیوی نے کہا آپ اب ان سے کچھ نہ کہیں سیدھے چلے جاویں اور جا کر اپنی قربانی کے گلے پر چھری پھیر دیں۔ چنانچہ آپ گئے اور اپنے اونٹ کے گلے پر نیزہ مارا یہ دیکھ کر سب لوگ اس طرح کھڑے ہوئے کہ ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ مجھ سے کوئی اور پہلے نہ ہو جائے کیونکہ ان کے صرف دل ٹوٹے ہوئے تھے۔ رسول کریم ﷺ کو قربانی کرتے دیکھ کر سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ تو ایک عورت کے مشورہ کی بدولت سے یہ مشکل حل ہوگئی۔"

(اوڑھنی والیوں کے لئے پھول۔صفحہ 56،57)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"ہمارے ہادی کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِأَهْلِهِ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں۔ وہ نیک کہاں۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کرسکتا ہے۔ جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو۔ اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدو کوب کرے۔" (ملفوظات۔جلد اوّل۔صفحہ 403،ایڈیشن 1988ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِأَهْلِهِ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے اچھا ہے۔"

(ملفوظات۔جلد سوم صفحہ 300،301۔ایڈیشن 1988ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

(کشتی نوح۔روحانی خزائن، جلد 19۔صفحہ 19۔ایڈیشن 2008ء)

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اہل وعیال اور ان کے اعزاو اقارب کے ساتھ حسن سلوک کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

شادی خانہ آبادی کی بابرکت تقریب

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 5 ستمبر 2021ء کو مکرم احتشام منیب صاحب کی شادی خانہ آبادی محترمہ عطیۃ القدوس صاحبہ کے ساتھ عمل میں آئی۔

مکرم اظہر محمود صاحب اور محترمہ فریدہ بیگم صاحبہ آف سیسکاٹون نے اپنی صاحبزادی عطیۃ القدوس صاحبہ کی تقریب رخصتانہ کا اہتمام آرمی نیوی اینڈ ایرفورس ویٹرن ہال سیسکاٹون میں کیا۔ اور اگلے روز مورخہ 6 ستمبر کو مکرم منیب احمد صاحب اور محترمہ مسرت بیگم صاحبہ آف سیسکاٹون نے اپنے صاحبزادے مکرم احتشام منیب صاحب کی دعوتِ ولیمہ کی تقریب اسی ہال میں منعقد کی۔ ہر دو تقریبات میں عشائیہ کا اہتمام کیا گیا جس میں اعزاو اقارب کو مدعو کیا گیا اور اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دعا کی گئی۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ مکرم منیب احمد صاحب ایم اے، سیکرٹری تربیت امارت جماعت احمدیہ سیسکاٹون کے علاوہ احمدیہ گزٹ کینیڈا کے نہایت مخلص، محنتی، علم دوست اور فرض شناس گرافکس ڈیزائنر ہیں۔

احباب جماعت سے اس شادی کے بابرکت اور باثمر ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ ممبران ادارہ احمدیہ گزٹ کینیڈا اس خوشی کے موقع پر فریقین کو دعا کے ساتھ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

اعزاز

میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔

(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ حلقہ سپرنگ ویلی بریمپٹن کے مکرم فہیم انجم صاحب اور محترمہ سمیرا فہیم صاحبہ کی ہونہار صاحبزادی منہا فہیم سلمہا کو گورنر جنرل آف کینیڈا کے تعلیمی میڈل سے نوازا گیا ہے۔ یہ قابل قدر ایوارڈ کینیڈا کے تمام ہائی سکولوں میں سب سے اعلیٰ درجہ کے اوسط نمبر حاصل کرنے پر طالب علم کو دیا جاتا ہے۔ عزیزہ منہا فہیم سلمہا نے کارڈینل لیگر کیتھولک سیکنڈری سکول Cardinal Leger Catholic Secondary School سے جون 2021ء میں گریڈ 12 کے دوران 99 فی صد اوسط نمبر حاصل کئے۔

اِس سے پہلے گورنر جنرل کا یہ تعلیمی ایوارڈ بہت سی ممتاز شخصیات حاصل کر چکی ہیں جس میں کینیڈین وزرا اعظم Hon. Pierre Trudeau اور Hon. Kim Campbell شامل ہیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ عزیزہ منہا سلمہا یہ ایوارڈ حاصل کرنے والی پہلی احمدی طالبہ ہیں۔

یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور صحابی حضرت میاں محمد موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف نیلہ گنبد لاہور، مکرم فہیم انجم صاحب کے پڑنانا تھے۔

ادارہ گزٹ تمام افرادِ خاندان کو عزیزہ منہا سلمہا کی اِس شاندار کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے اور بچی کے تابناک مستقبل کے لئے دعا گو ہے۔

اپنے دوست کو پہچانو!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ: انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لئے اسے غور کرنا چاہئے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے۔

(سنن ابی داؤد۔کتاب الادب۔باب من یومران مجالس)

حضرت مولوی نظام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف ادرحمہ

محترمہ فرخ دلدار احمد صاحبہ اہلیہ مکرم کرنل (ر) دلدار احمد صاحب

ضلع سرگودھا تحصیل بھلوال میں 'چاوہ' اور للیانی کا علاقہ ریڈ بلڈ مالٹوں اور کنو، کی پیداوار کے لئے دنیا کا ایک منفرد علاقہ مانا جاتا ہے۔اس چاوہ کی ثمر بار زمین سے جماعت احمدیہ کو وہ شیرین پھل عطا ہوا جس کی شیرینی آج دنیا کے ہر حصے میں پھیلی ہے۔ ادرحمہ کی جماعت کے افراد آج دنیا کے ہر حصے میں اپنے اس شجرِ سایہ دار حضرت مولوی نظام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد کرتے ہیں جس ایک شخص کی قبول احمدیت سے پورا گاؤں احمدی ہو گیا اور وہاں احمدیت ایک مضبوط بنیاد پر قائم ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منادی بن گئی۔

حضرت مولوی نظام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عالم دین گھرانے میں غلام مصطفےٰ صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔ یہی رانجھا قوم کا ایک علم دوست گھرانہ تھا جہاں یکے بعد دیگرے دینی علوم کے جاننے والے پیدا ہوتے چلے آئے ہیں، حضرت مولوی نظام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے چھوٹے بھائی حکیم شیر محمد صاحبؓ اپنے وقت کے جید اور معتبر عالم تھے اور اپنے علاقہ میں جانے پہچانے اور محترم تھے۔حضرت مولوی نظام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے نانا حضرت حافظ عبدالعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولوی شیر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی تھے اور میری دادی جان عصمت بی بی بنت حکیم شیر محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقیقی چچا تھے۔

چونکہ اس خاندان میں علم و فضل کا ہمیشہ سے چرچا رہا تھا۔اس بارہ میں ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ اپنے والد غلام مصطفےٰ صاحب کے ساتھ باہر اپنی زمینوں پر گئے اور اپنی لہلہاتی فصلوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اس کا ذکر اپنے والد سے کیا۔انہوں نے اپنے بیٹے کو ٹوکتے ہوئے کہا کہ یہ ہمارا ورثہ نہیں۔ہمارا ورثہ علم ہے۔ ہمیں زمین نہیں علم چاہئے ۔ یہ بات ان کے دل کو لگ گئی۔ان کی شادی بھی چاوہ کے ایک علم دوست گھرانے میں ہوئی جن میں حفاظ کی اکثریت تھی۔ان کی بیگم بھی حافظ قرآن تھیں اور نہایت نیک اور نرم دل خاتون تھیں۔ وہ اپنے والد کی دو ہی بیٹیاں تھیں چنانچہ زمین دونوں بیٹیوں کو ہی ملنی تھی۔ تو انہیں تین مربع زمین بیوی کی طرف سے وارثت میں ملی مگر انہوں نے زمین لینے سے صاف انکار کر دیا کہ زمین میرا مقصد نہیں ہے۔ چنانچہ وہ حصولِ تعلیم کے لئے دور دراز مقامات پر جاتے رہے۔ پشاور میں بھی ایک مشہور استاد سے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ اور آخر میں آ کر اس علاقے کے پیر سیال شریف کے مرید ہو گئے۔ پیر صاحب جو خود ایک متقی اور عالم باعمل تھے۔ان کی تربیت اور تعلیم اعلیٰ رنگ میں کی۔ پیر صاحب کے متعلق حضرت مولوی نظام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ وہ اپنے کھیت میں خود ہل چلا کر اور ذاتی کنوئیں کا پانی دے کر گندم اُگاتے تھے۔ کہتے تھے کہ رزق حلال خود کما کر کھانا چاہئے اور یہی محنت اور تقویٰ کی تربیت اپنے شاگردوں اور طالب علموں کو بھی دی۔

حضرت مولوی نظام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن، حدیث، عربی، فارسی اور طب میں دسترس رکھتے تھے۔ دونوں بھائیوں کو تمام مروجہ تعلیم میں مہارت تھی۔ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی بہت سی کتابیں میں نے خود دیکھی اور پڑھی ہیں۔ ہمارے نانا جان حضرت حافظ عبدالعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں یہ کتب خانہ تھا۔ اور یہ گرمیوں میں باہر دھوپ میں سکھائی جاتی تھیں تا کہ دیمک نہ لگ جائے۔ بڑی بڑی رجسٹر نما کتابیں ہوتی تھیں ۔ بڑے بڑے صفحوں پر سرخ اور سنہری حاشیوں کے ساتھ کالی سیاہی سے لکھی ہوتی تھیں۔ حاشیوں پر کچھ نوٹس اور وضاحتیں بھی ہوتی تھیں۔ عناوین بھی سرخ سیاہی سے لکھے ہوتے تھے۔ فارسی زبان میں فقہ، طب اور مذہبی مسائل پر لکھی ہوتی تھیں۔

ان کے مرشد پیر سیال صاحب بہت صاحب طریقت بزرگ تھے۔انہوں نے ان کی علمی اور روحانی ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا اور اس زمانے کے تمام منازلِ سلوک انہیں طے کروائے۔

حضرت مولوی نظام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچپن میں ہی اپنی والدہ کی وفات کے بعد ادرحمہ میں اپنے ننھیال کے ہاں پرورش پائی اور انہوں نے بھی اپنے نواسے کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ چنانچہ حصولِ تعلیم کے بعد وہ مستقل طور پر ادرحمہ میں سکونت پذیر ہو گئے۔ ادرحمہ میں مسجد بنوائی اور خود اس کے امام ہوئے جہاں ہر وقت قرآن کی درس و تدرس کا سلسلہ جاری رہتا۔ اپنے بیٹے اور بھتیجے کو قرآن حفظ کروایا۔نوافل، تہجد، اشراق چاشت کی عبادتیں ہمارے خاندان میں ان کی روایت ہے۔روحانی طور پر بھی بہت اعلیٰ مقام پر تھے۔لوگ ان کو اپنے دینی رہنما مانتے تھے۔ سچی خوابیں، روحوں سے ملاقاتیں اور دوسری کئی کرامات بھی ہمارے بزرگ ہمیں سناتے تھے۔روحانی معاملات میں کئی روایات حضرت مولوی غلام رسول راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت ملتی جلتی ہیں۔

ان کی شخصیت میں ایک قدرتی رعب تھا۔اور لوگوں کے دلوں میں ان کی عزت اور وقار تھا۔ ویسے بھی بہت لمبے قد کے، لحیم شحیم اور جسیم آدمی تھے۔ ہاتھ میں ایک عصا رکھتے تھے۔کہیں کوئی لڑائی جھگڑا یا غلط بات دیکھتے تو سختی سے منع کرتے اور صلح صفائی کرواتے۔ ان کی بھتیجی جو حکیم شیر محمد آف بجن کی بیٹی تھیں، ان کو حکیم صاحب موصوف کی وفات کے بعد حضرت مولوی نظام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عرف باواجی) اپنے گھر لے آئے اور پرورش کی۔ وہ کہا کرتی تھیں کہ میرے باواجی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے رعب والے تھے۔ ویسے بھی لمبے قد کے جسیم آدمی تھے۔ دونوں بیٹیوں کا قد کاٹھ اپنے والد پر تھا۔نئی نسل میں میرے بیٹے علی کو ان دونوں بھائیوں کی طرح کہا جاتا ہے۔

ان کی قبولِ احمدیت کا واقعہ بھی بہت دلچسپ ہے۔اس زمانے کے تمام عالم دین یہ تو جانتے تھے کہ یہ وقت امام مہدی کے ظہور کا ہے۔ تمام نشانیاں بھی پوری ہو چکی ہیں لیکن پرانے اعتقاد کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کے منتظر بھی تھے۔اس اثنا میں ان کے بھائی حضرت حکیم شیر محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حکیم مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم جلیس ہونے کی وجہ سے احمدیت پر ایمان لا چکے تھے اور اس کے بعد ان کے بیٹے حضرت حافظ عبدالعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی۔ دونوں تین سو تیرا (313) صحابہؓ میں سے تھے۔ چنانچہ ان دونوں نے حضرت مولوی نظام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی پیغامِ حق

پہنچانے اور احمدیت کے مسائل علمی رنگ میں سمجھانے کی بھرپور کوشش کی۔تینوں جید عالم تھے اِس لئے ادرحمہ کی مسجد میں اکٹھے بیٹھ کر تبادلۂ خیالات کرتے اور یہ گفتگو اتنا طول کھینچ جاتی کہ صبح سے شام تک مختلف مسائل زیرِ بحث آتے۔اُلجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھایا جاتا۔دونوں طرف کتابوں کا انبار لگ جاتا۔قرآن کی آیات کریمہ پر غوروتدبر ہوتا رہتا۔چنانچہ ایک رات قرآن کی آیت پر غور کرتے ہوئے شرح صدر ہوئی اور پکار اٹھے کہ یہ مسیح ہے۔چنانچہ صبح اٹھ کر قادیان جانے کا فیصلہ کیا اور جا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ہاتھ پر بیعت کر آئے اور آ کر مسجد میں اعلان کیا کہ لوگو! میں تو امام مہدی اور مسیح پر ایمان لے آیا ہوں۔اگر آپ چاہو تو میرے پیچھے نماز پڑھو ورنہ آپ کی مرضی۔لوگوں کو آپ کے تقویٰ اور علم وفضل پر اتنا ایمان تھا کہ یک زبان ہو کر بولے۔''مولوی جی! جتھے تسی اوتھے اسی''،یعنی جو آپ کا ایمان ہے وہی ہمارا ایمان ہے۔چنانچہ اس پر تمام گاؤں ایمان لے آیا اور آج تک یہ گاؤں احمدی گاؤں کے نام سے مشہور ہے۔

اس بات میں ایک مرکزی نقطہ یہ ہے کہ بھائی اور دونوں بیٹے احمدی ہوئے مگر زیادہ لوگ احمدی نہ ہوئے۔جونہی یہ ایک شخص ایمان لے آیا تو پورا گاؤں پورے وثوق سے احمدی ہو گیا۔اس سے اُن کے علم وفراست،روحانی بلندی اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر روشنی پڑتی ہے۔اس لحاظ سے بھی ہم اُن کو اپنے علاقے کا'سرسید' کہتے ہیں۔

دوسری وجہ'سرسید' کہنے کی یہ ہے کہ علم دوست گھرانے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے خود بھی دُور دُور جا کر علم حاصل کیا اور پھر یہ درس و تدریس کا سلسلہ آگے بھی جاری رہا۔گاؤں میں سب کو قرآن و حدیث کی تعلیم دیتے۔بیٹے اور بھانجے کو حفظ بھی کروایا۔اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ اپنے دونوں بیٹوں کو جو صرف یہی اولاد تھے اتنی چھوٹی سی عمر میں بھیرہ پڑھنے کے لئے بھجوا دیا اور اسی طرح اپنے ایک بھانجے کو بھی۔تمام عمر اُن کی جدائی برداشت کی مگر اس معاملے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ہمارے نانا جان حضرت حافظ عبدالعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے بھانجے دل احمد صاحب 1889ء میں حصول تعلیم کے لئے علی گڑھ جا چکے تھے۔پھر حضرت مولوی شیر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایف سی کالج لاہور سے بی اے کروایا۔ابھی تک یہ سمجھ نہیں آتی کہ اتنے محدود ذرائع آمدنی میں سے انہوں نے کس طرح یہ اخراجات برداشت کئے ہوں گے۔اور پھر اتنے پسماندہ سے علاقے میں رہنے کے باوجود یہ آگاہی تھی کہ اب یہ نئے علوم کا زمانہ ہے اور اس لئے اپنے نئے عہد سے ہم آہنگ ہوگی۔ اس وقت کے سارے پڑھے لکھے لوگ تو بچوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے علی گڑھ بھجوا ہی رہے تھے مگر اس زمانے میں ادرحمہ جیسی دُور افتادہ جگہ پر یہ سوچ اور دُور اندیشی رکھتے تھے کہ اب ہمیں اس نہج پر پڑھنا ہے۔اور اس وقت کوئی ایسے ذرائع آمدورفت بھی نہیں تھے جب کہ ہمارے گاؤں ادرحمہ میں پکی سڑک 90 کی دہائی میں بنی ہے۔

ادرحمہ میں ویسے بھی اس قدر علم پھیلایا کہ آس پاس کے دیہات میں یہ بات مشہور تھی کہ ادرحمہ کے تو''ڈھگے'' بھی پڑھے ہوئے ہیں(ڈھگے یعنی بیل)اس بارہ میں ایک واقعہ مشہور ہے کہ آس پاس کے دیہات کے لوگ اپنے خط وغیرہ پڑھوانے کے لئے ادرحمہ میں آیا کرتے تھے۔ایک دفعہ موضع لورانوالی کا ایک شخص ایک خط پڑھوانے کے لئے ادرحمہ جا رہا تھا۔دونوں گاؤں کے درمیان ڈیڑھ دو میل کا ہی فاصلہ ہے۔سڑک کے کنارے ایک کسان ہل چلا رہا تھا اس کا حقہ سڑک پر پڑا تھا۔وہ آدمی حقہ پینے کے لئے بیٹھ گیا۔کسان نے اس کا نام لے کر پوچھا کہ کہاں چلے ہو۔کہنے لگا ڈاکیہ ایک خط دے گیا ہے۔پڑھانے کے لئے تمہارے پنڈ جا رہا ہوں،کسان نے کہا خط دکھا تو سہی؟ خط پڑھ کر اس شخص سے کہا پریشان کیوں ہو!یہ تحصیل دار صاحب کی طرف سے رسید ہے کہ تمہارا سارا مالیہ وصول ہو گیا ہے۔وہ شخص مطمئن ہو کر واپس اپنے گاؤں لورانوالی چلا گیا۔گھر والوں نے جلد واپس آنے کا سبب پوچھا تو کہا کہ''ادرحماں میں تو ڈھگے بھی پڑھے ہوئے ہیں۔'' رستے میں ہی ادرحمہ کا فلاں کسان ہل چلا رہا تھا۔اس نے خط پڑھ دیا۔اور میں واپس آ گیا ہوں۔

اور واقعی جب میں شادی کے بعد ادرحمہ جا کر رہتی تھی تو احساس ہوتا تھا کہ عمومی ماحول نیکی اور علم کا ہے۔لوگ عمومی طور پر پڑھے لکھے تھے۔پاکستان بننے سے پہلے کی بات ہے کہ ایک دفعہ گنتی کی گئی تو پتہ چلا کہ ادرحمہ سے 34 اساتذہ آس پاس کے دیہات کے سکولوں میں پڑھانے جاتے ہیں۔ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں مجھے ساتھ والے ایک گاؤں میں کسی کام سے جا کر رہنا پڑا تو مجھے لگا کہ کسی جاہلیت کے گڑھ میں آ گئی ہوں۔خاموش رمضان جہاں صبح ایک اذان اور ڈھول کی تھاپ پر روزہ کی سحری اور افطاری کا احساس ہوتا تھا اور رمضان کی کوئی خاص گہما گہمی نہ تھی۔جب کہ ادرحمہ میں رمضان ایک بولتا ہوا روحانی رمضان ہوتا تھا جہاں مسجد سے اذانیں، تہجد،نوافل،درس وتدریس اور گہما گہمی نظر آتی تھی۔مجھے ہمیشہ یہ احساس ہوا کہ آس پاس کے علاقے میں تو ادرحمہ ایک یونیورسٹی کا درجہ اور مسجد اس کا کیمپس ہے۔

آج بھی ادرحمہ کی مسجد،مسجد بیت الفتوح کی طرز پر بنائی ہوئی تین منزلہ بلند وبالا اور وسیع مسجد ہے جو آپؓ کی بنائی ہوئی مسجد کی جگہ پر ہی بنی۔دنیا کی تمام نئی ٹیکنالوجی کے ساتھ بلند کھڑی ہے۔مگر ہمارے مسلمانوں نے اسے متروک شدہ عمارت سمجھ کر بند ہی کر دیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن

حضرت مولوی نظام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر حقیقۃ الوحی کے صفحہ نمبر 529 پر نظام الدین ادرحمہ۔شاہ پور کے نام سے درج ہے۔کیونکہ آپؓ بھی اس آسمانی نشان کے شاہد تھے جس کا الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو 27 مارچ 1907ء کو الہام ہوا کہ 25 دن تک یعنی 7 مارچ 1907ء سے لے کر 31 مارچ 1907ء تک جو 25 دن کا عرصہ بنتا ہے کوئی نیا واقعہ ظاہر ہونے والا ہے۔

چنانچہ ٹھیک 31 مارچ 1907ء کو ایک بڑا شعلہ آسمانی آسمان پر ظاہر ہوا۔عصر کے وقت ایک آگ کا شعلہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر زمین پر گرا جس کو مشرق و مغرب میں بہت سے لوگوں نے دیکھا۔ اس کے ایک شاہد مولوی نظام الدین صاحب بھی تھے جس کا ذکر حقیقۃ الوحی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صفحہ 529 پر کیا ہے۔

حضرت مولوی نظام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد غلام مصطفیٰ صاحب کا یہ فقرہ کہ''زمین نہیں علم ہماری میراث ہے''،تو ان کے اس فرمانبردار بیٹے نے اسے نہ صرف اپنا نصب العین بنایا بلکہ چاروں اکناف میں یہ روحانی علم پھیلانے کا موجب بھی ہوئے۔ میں سمجھتی ہوں حضرت مولوی شیر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس وقت انگریزوں کے دیے ہوئے سیشن جج کے عہدے کو حقیر سمجھتے ہوئے مسیح الزماں کی غلامی قبول کی اور پھر قرآن کریم کے شاندار ترجمے سے تمام یورپ اور مغربی ممالک میں آسمانی روحانی علم پھیلایا۔اور آج جب کہ یہاں کی نئی نسل یہی قرآن کریم کا ترجمہ پڑھتی ہے تو میرا ذہن پھر اپنے ان آباءواجداد کی طرف جاتا ہے کہ اُن کی یہ علمی میراث آج تمام دنیا میں قرآن کریم کے ترجمے کی صورت میں وہی روشنی پھیلا رہی ہے جو ہمارے ان بزرگوں کی خواہش تھی۔الحمدللہ علیٰ ذالک

نومبر 2021ء

حقیقتِ نماز

خشوع وخضوع اور حضورِ قلب سے ادا کی جاوے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’سوتم نمازوں کو سنوارو اور خدا تعالیٰ کے احکام کو اس کے فرمودہ کے بموجب کرو۔ اس کی نواہی سے بچے رہو، اس کے ذکر اور یاد میں لگے رہو۔ دعا کا سلسلہ ہر وقت جاری رکھو، اپنی نماز میں جہاں جہاں رکوع وسجود میں دعا کا موقع ہے، دعا کرو اور غفلت کی نماز کو ترک کر دو۔ رسمی نماز کچھ ثمرات مترتب نہیں لاتی اور نہ وہ قبولیت کے لائق ہے۔ نماز وہی ہے کہ کھڑے ہونے سے سلام پھیرنے کے وقت تک پورے خشوع وخضوع اور حضورِ قلب سے ادا کی جاوے اور عاجزی اور فروتنی اور انکساری اور گریہ وزاری سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح ادا کی جاوے کہ گویا اُس کو دیکھ رہے ہو۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم یہ تو ہو کہ وہی تم کو دیکھ رہا ہے۔ اس طرح کمال ادب اور محبت اور خوف سے بھری ہوئی نماز ادا کرو۔‘‘

(ملفوظات۔ جلد 3، صفحہ 176-177، ایڈیشن 1988ء)

شعبہ تربیت جماعت احمدیہ کینیڈا

درخت لگانے کی ایک بابرکت تحریک

شعبہ زراعت جماعت احمدیہ کینیڈا

دورِ حاضر میں سب سے زیادہ زیرِ بحث آنے والے مسائل میں سے ایک بہت اہم مسئلہ موسمیاتی تبدیلی (Climate Change) کا مسئلہ ہے۔موسمیاتی تبدیلی کی روک تھام عالمی امن کے لئے ناگزیر ہوتی جارہی ہے۔اسی طرح ہماری آئندہ نسلوں کے مستقبل کو محفوظ اور بہتر بنانے کے لئے بھی اس مسئلے کے حل کے لئے مل کر کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔

درخت لگانا موسمیاتی تبدیلی کی روک تھام کے مؤثر ترین طریقوں میں سے ایک طریق ہے۔اور ہمارے دین میں تو پہلے سے ہی درخت لگانے کو فضیلت اور باعثِ ثواب قرار دیا گیا ہے۔پیغمبر اسلام آنحضرت ﷺ ہمیں درخت لگانے کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ درخت لگانا صدقہ ہے۔(صحیح بخاری۔ کتاب المزارعة ، باب فضل الزرع و الغرس اذا اقول منه) اس لئے ہم سب پر دوسروں سے بڑھ کر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اس کارِ خیر میں حصہ ڈالیں۔

حال ہی میں ناصرات الاحمدیہ یوکے کی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کے دوران ایک بچی کے موسمیاتی تبدیلی کے متعلق ایک سوال پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو درخت لگانے کی تحریک فرمائی۔حضور انور نے فرمایا:

’’کہ یہ بہت اہم ہے۔آپ کو تھوڑے فاصلوں کے لیے گاڑی کا استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ پیدل چلیں یا سائیکل استعمال کریں۔سائیکل چلانا آپ کی صحت کے لیے بھی اچھا ہے۔ ہر احمدی مسلمان کو یہ ٹارگٹ بنانا چاہئے کہ وہ ہر سال دو درخت لگائے۔اس طرح آپ ماحولیاتی تبدیلی سے لڑ سکتے ہیں۔اگر یہاں ممکن نہ ہو تو وہ جو دوسرے ممالک میں سفر کرتے ہیں تو وہ وہاں درخت لگا سکتے ہیں۔اس طرح ہم ماحولیاتی تبدیلی کو کنٹرول کرنے میں مدد کر سکتے ہیں۔‘‘ (سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن۔12 اکتوبر 2021ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ سال میں کم از کم دو درخت لگانے کی کوشش کرے۔اسی طرح جماعتی طور پر شعبہ زراعت اس سلسلہ میں ایک منصوبہ بھی تیار کر رہا ہے جس کے تحت تمام جماعتوں کو درخت لگانے کے تخمینے (targets) دیئے جائیں گے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ ڈال کر عنداللہ ماجور ہوں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

عمرہ کی سعادت

مکرم گروپ کیپٹن (ر) امجد احمد صاحب سکاربرو نارتھ، ٹرانٹو

یوں تو ہر مسلمان کی خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے حج یا عمرہ کرنے کی سعادت نصیب کرے لیکن ایک احمدی مسلمان کی حیثیت سے بلاشبہ یہ خواہش اور بھی زیادہ معنی رکھتی ہے کیونکہ پاکستان میں اس پر سخت پابندیاں عائد ہیں۔ ہم سب بھی اسی خواہش کی تکمیل کے لئے رب العزت کے حضور ہمیشہ دعا گو رہے، اور درود شریف کا ورد جاری رکھا۔ آخر کار محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے 16 تا 29 فروری 2019ء کے یادگار دنوں میں مجھے، میری شریکِ حیات اور چھوٹی بیٹی کو عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی اور مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے مقدس مقامات کی زیارت کی بھی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ ذالک فضل اللہ۔

حج اور عمرہ کے بارہ میں سنتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا بلاوا بندہ کے لئے آئے تو تمام تر مشکلات آسان ہوجاتی ہیں۔ کچھ ایسا ہی ماجرا اس عاجز کے ساتھ پیش آیا۔ جنوری کے وسط میں پروگرام بنا اور دیکھتے ہی دیکھتے چند دنوں میں تمام تر انتظامات احسن رنگ میں تکمیل پا گئے۔ اس کے بعد اس مقدس سفر کے لئے دعائیں جاری رکھیں نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض دعا لکھتے رہے۔ عمرہ کے لئے احرام اور باقی ضروری اشیا کا انتظام کرلیا چند معلوماتی کتب بھی خریدیں تاکہ عمرہ کی ادائیگی کا صحیح طریق جان سکیں۔

روانگی (16 فروری 2019ء بروز ہفتہ)

بالآخر اس مقدس سفر پر روانگی کا وقت آن پہنچا۔ ہمارا سفر بذریعہ فضائی طیارہ (ٹرانٹو۔ فرینکفرٹ۔ جدہ) ہونا تھا۔ سفر سے پہلے غسل کیا، صدقہ ادا کیا اور دو رکعت نماز نفل ادا کی اور خدائے ذوالجلال کے حضور قبولیتِ عمرہ، گناہوں کی معافی نیز سفر وحضر میں آسانیاں پیدا ہونے کی دعائیں مانگیں۔ فرینکفرٹ سے جدہ پرواز جب میقات (جہاں نیت کی جاتی اور احرام باندھا جاتا ہے) کے قریب پہنچی تو ہم نے نیت اور احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نفل ادا کئے اور تلبیہ پڑھنا شروع کی:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ط لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ط
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ ط لَا شَرِیْکَ لَکَ ط

میں حاضر ہوں، یا اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور ملک بھی، تیرا کوئی شریک نہیں۔

مکہ معظّمہ آمد

سرزمین مقدس پہنچنے پر دلی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ جدہ سے مکہ معظّمہ کا سفر گاڑی پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کا تھا، ہم رات بارہ بجے کے قریب مکہ معظّمہ پہنچ گئے اور ہوٹل میں سامان وغیرہ رکھ کر عمرہ کی تیاری کی اور ادائیگی کے لئے خانہ کعبہ کی طرف نکل پڑے۔

عمرہ

حرم سے خانہ کعبہ کی طرف داخل ہونے کے لئے مختلف دروازے ہیں، ہم نے باب العزیز کا انتخاب کیا جو ہمارے ہوٹل سے نکلنے کے بعد قریباً سامنے آتا تھا۔ جونہی باب العزیز سے داخل ہوکر خانہ کعبہ کی طرف جانا شروع کیا تو ہماری کیفیت عجیب اور دل کی دھڑکنیں بہت تیز ہو چکی تھیں۔ مگر ایک عجیب سی خوشی اور سکون قلب تھا کہ بیت اللہ شریف کی زیارت کی سعادت نصیب ہورہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں ہم ان سیڑھیوں کے قریب پہنچ گئے جن کے اترنے کے فوراً بعد ہی ہماری نظر سیدھی خانہ کعبہ پر پڑنی تھی لہٰذا ہم تینوں نظریں جھکائے آہستہ آہستہ آگے بڑھتے گئے اور یکدم نظریں اٹھائیں تو خانہ کعبہ پہلی دفعہ نظر آ گیا۔ اس قبولیتِ دعا کے وقت کو غنیمت جانتے ہوئے ہم دعاؤں میں مشغول ہوگئے۔ نہ معلوم کتنی دیر ہم ان سحر انگیز لمحات میں مبہوت کھڑے دعاؤں میں مشغول رہے۔ جونہی دل ہلکا ہوا اور سکون قلب میسر آیا تو اپنے آپ کو سنبھالا۔ سبحان اللہ۔ الحمدللہ۔

طواف

آدھی رات ہوچکی تھی لیکن طواف کے لئے ابھی بھی لوگوں کا ہجوم تھا۔ طواف کے لئے خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانا ہوتے ہیں۔ پہلے تین چکر کو رمل کہتے ہیں جس میں تیزی سے طواف کیا جاتا ہے۔ مرد احرام کی چادر سے دایاں کندھا کھلا رکھتے ہیں جسے اضطباع کہتے ہیں۔ طواف کا آغاز حجرِ اسود کے مقام سے کرتے ہیں۔ طواف کا عمل دائیں جانب سے شروع ہوتا ہے، استلام یعنی حجرِ اسود کو بوسہ دینا، چھونا یا دور سے اشارہ کرتے ہوئے طواف شروع کیا جاتا ہے۔ مسنون دعاؤں کے ساتھ طواف کی نیت کے ساتھ آغاز کیا لیکن لوگوں کے بے پناہ ہجوم کی وجہ سے حجرِ اسود کو تعظیماً بوسہ دینا ناممکن تھا لہٰذا صرف اشارہ کرکے طواف شروع کیا۔ خانہ کعبہ کے چار کونوں میں سے ایک کونہ رکن یمانی کہلاتا ہے، اس کو بھی طواف کے دوران چھونے کی کوشش کرنا ہوتی ہے۔ ازاں بعد حجرِ اسود تک پہنچ کر ایک چکر مکمل ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ ہم تینوں نے مسنون دعائیں کرتے ہوئے سات چکر مکمل کئے اور آخر پر حجرِ اسود کے سامنے کھڑے ہوکر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ پڑھا۔ الحمدللہ۔

مقام ابراہیم

طواف کے فوراً بعد مقام ابراہیم پر دو رکعات نماز ادا کی جو نماز واجب الطّواف سے موسوم ہے۔ اس کا مسنون طریق یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھی جائے۔

آبِ زمزم

طواف اور مقام ابراہیم کے نوافل کی ادائیگی کے فوراً بعد آبِ زمزم قبلہ رخ ہوکر پیا۔ جس کے بعد طواف مکمل ہوا۔ الحمدللہ۔

سعی

عمرہ کا اگلا رکن سعی کرنا ہے۔ یعنی صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگانا۔ کوہ صفا پر چڑھ کر خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے دعا کی سعادت نصیب ہوئی۔ (یہ مقام بھی قبولیتِ دعا کا حامل ہے۔) اور پھر مروہ کی جانب چلنا شروع کیا۔ سعی کے دوران وہ جگہ جہاں حضرت ہاجرہ علیہا السلام تکلیف اور پریشانی کے عالم میں بھاگی تھیں، وہاں مردوں کو قدرے دوڑتے ہوئے جانا ہوتا ہے۔ صفا سے مروہ تک ایک چکر اور پھر مروہ سے صفا تک دوسرا چکر۔ یوں کل

سات چکر مروہ پر اختتام پذیر ہوئے۔

حلق یا قصر (بال کٹوانا)

طواف اور سعی کے فوراً بعد حجام کی دکان سے سر منڈوایا۔

احرام

عمرہ کی غرض سے پہنا ہوا احرام اب تمام ارا کین عمرہ کی ادائیگی کے بعد اتار دیا اور یوں عمرہ مکمل ہو گیا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

زیاراتِ مقامات مقدسہ

ہم کچھ دیر آرام اور نماز ظہر کے بعد خانہ کعبہ پہنچ گئے اور ایک بار پھر طواف کرنا شروع کیا اور اس بار ہمیں حطیم (خانہ کعبہ کی ایک دیوار سے منسلک جگہ) کے اندر داخل ہونے کا موقع مل گیا ، یہاں خانہ کعبہ کی دیوار کو ہاتھ لگانے کا موقع مل گیا اور دیوارِ کعبہ کے سایہ میں نوافل ادا کرنے کی توفیق بھی مل گئی ۔ دیوار کعبہ کو ہاتھ لگاتے ہی جسم میں عجیب سی کیفیت طاری ہوئی جس کو الفاظ میں بیان کرنا انتہائی مشکل ہے۔

غار حرا

دوسرے روز فجر کی نماز سے قریباً دو گھنٹے قبل ہم غار حرا کے لئے روانہ ہوئے ۔ٹیکسی نے ہمیں پہاڑ کے دامن میں اتارا جہاں سے پیدل کچی پکی سیڑھیوں سے غار حرا کی طرف چڑھنا شروع کیا ۔ جوں جوں سیڑھیاں چڑھتے تو خیال آتا کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس زمانے میں جب سیڑھیاں بھی نہیں ہوں گی، تو کس قدر تکلیف سے چڑھتے ہوں گے۔ قریباً ایک گھنٹے بعد ہم غار کے قریب پہنچے تو فجر کی اذان کی صدا بلند ہو رہی تھی ۔ یوں غار حرا میں ہمیں نوافل کا بھی موقع مل گیا اور غار کے باہر نماز فجر بھی ادا کی۔

مکہ معظّمہ کی زیارات

غارِ حرا کے علاوہ مکہ معظّمہ میں جن زیارتوں کا موقع ملا ان میں غار ثور، مسجد نمرہ، میدانِ عرفات، منیٰ (تینوں جمرات یعنی شیاطین)، مسجد جن، مسجد بلالؓ اور مسجد شجرہ شامل ہیں۔

مدینہ منورہ روانگی

تیسرے روز ہم بذریعہ گاڑی مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے ۔ یہ سفر قریباً ساڑھے چار گھنٹے کا تھا۔ سارا راستہ کچھ پتھریلا اور کچھ صحرائی، سبزہ بہت کم اور آبادی بھی کہیں کہیں تھی ۔ سارے سفر کے دوران یہی خیال آتا رہا کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ ہجرت مدینہ کے دوران صرف اونٹوں پر سفر کرتے ہوئے کیسے پہنچے ہوں گے اور کس قدر مشکلات کا سامنا ہوا ہوگا۔

مسجد نبویؐ

مدینہ پہنچنے پر سامان ہوٹل میں رکھ کر وضو کیا اور سیدھے مسجد نبوی کی جانب چل پڑے۔ مسجد نبوی میں داخل ہونے کے لئے کل گیارہ دروازے ہیں مرد اور عورتیں علیحدہ علیحدہ دروازوں سے داخل ہوتے ہیں۔ مسجد نبوی میں داخل ہونے کے بعد نوافل ادا کئے اور مسجد کو اندر سے بغور دیکھا، انتہائی صاف ستھری اور خوبصورت قالین بچھے ہوئے تھے۔ جگہ جگہ آبِ زمزم میسر تھا۔

ریاض الجنہ

منبر رسول ﷺ اور روضہ اقدس کے درمیان کا حصہ ریاض الجنہ کہلاتا ہے۔ اس مقام کی نسبت حدیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ یہ جگہ (اپنی برکات کی وجہ سے) جنت کے باغات میں سے ایک ہے۔ اس مقام پر نوافل ادا کرنے کے لئے ایک لمبی قطار میں شامل ہو کر اور طویل انتظار کے بعد چند منٹ نوافل ادا کرنے کا موقع ملا۔ الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں جنت کے نمونہ فرش پر سجدہ کرنے کی توفیق بخش دی۔ یہاں بہت دعائیں کرنے کا موقع ملا۔

روضہ رسول ﷺ

ریاض الجنہ کی بائیں جانب روضہ رسول ﷺ ہے جس کے لئے ایک بار پھر ایک قطار میں شامل ہوئے اور چند لمحوں بعد یہ عاجز اپنے آقا و مولیٰ حضرت نبی پاک ﷺ کے روضہ مبارک کی جالی کے بالکل بالمقابل پہنچ گیا۔ خوب دعا کی اور درود شریف پڑھا۔ (یہاں حکومتی حکم کے تحت ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا منع ہے اور رکنا بھی منع ہے۔) بس آہستہ آہستہ چلتے چلتے دعا کی جاتی ہے۔ (اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ)

جنت البقیع

اگلے روز جنت البقیع جانے کا موقع ملا جہاں حکومتی حکم کے تحت عورتوں کا داخلہ ممنوع ہے۔ نیز یہاں بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا منع ہے۔ یہ ایک وسیع میدان ہے جہاں لاتعداد کچی قبریں ہیں جو صحابہؓ کرام اور دیگر شخصیات کی ہیں مگر کسی قبر کا کوئی کتبہ یا تحریر نہیں کہ جس سے شناخت ہو سکے۔

زیاراتِ مدینہ منورہ

مدینہ منورہ میں بھی مختلف زیارات اور مشہور مساجد دیکھنے کا موقع ملا جس میں مسجد قبا (اسلام کی پہلی مسجد جہاں نبی پاک ﷺ نے ہجرتِ مدینہ کے وقت قیام فرمایا تھا)۔ مسجد جمعہ، مسجد قبلتین (اس مسجد میں دورانِ نماز ہی قبلہ کی تبدیلی کا حکم آیا تھا اور رسول کریم ﷺ اور صحابہؓ نے اپنا رخ بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف پھیر لیا تھا۔) مسجد خندق (یہاں غزوہ خندق کا معرکہ پیش آیا۔)، مسجد ابوبکرؓ اور جبل الاحد جہاں غزوہ احد کا معرکہ ہوا۔ اور اسی جگہ حضور ﷺ کے دندانِ مبارک کی شہادت کا دل سوز واقعہ ہوا۔

23 فروری 2019ء ۔ واپسی کا سفر

آخری دن ایک بار پھر مسجد نبوی اور روضہ رسول ﷺ پر حاضری دی۔ بعد ازاں قریب ہی کھجور مارکیٹ گئے جہاں سے کھجوریں اور تحائف اپنے پیاروں کے لئے خریدے۔ مدینہ منورہ سے جدہ کا سفر گاڑی سے قریباً چار گھنٹے کا تھا۔ جدہ ائیر پورٹ میں داخل ہونے سے پہلے آبِ زمزم کی بوتلیں خریدیں ۔ واپسی کا سفر بذریعہ فضائی طیارہ براستہ جدہ ۔ فرینکفرٹ۔ ٹرانٹو تھا۔ الحمدللہ! عمرہ کے بابرکت سفر کے بعد بخیریت گھر واپس پہنچ گئے۔

اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے ہمیں عمرہ کی سعادت بخشی۔ اللہ تعالیٰ تمام احمدی مسلمانوں کو ایسی سعادات کے عزم اور ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

مسجد نبویؐ

روضہ اقدس

غار حرا

خانہ کعبہ

سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ

فوائد اور نقصانات

مکرم عطاء القدوس صاحب۔ لندن انٹاریو

جب سے اکیسویں صدی کا آغاز ہوا ہے ٹیکنالوجی کی دنیا میں آئے روز نت نئی ایجادات کے اضافہ نے انسان کی دنیا بدل کر رکھ دی ہے۔ یہ ایجادات بنیادی طور پر آئے روز ہونے والے تجربات کا نتیجہ ہے جس کے نقصانات اپنی جگہ مگر فوائد سے انکار ممکن نہیں۔ جس طرح ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں یعنی مثبت بھی اور منفی بھی۔ یہ منحصر ہے استعمال کرنے والے پر کہ وہ اس کا استعمال مثبت طور پر کرتا ہے یا منفی طور پر۔ مگر جو بھی ایجاد ہو اس کی اہمیت اور افادیت اپنی جگہ قائم ہے۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سوشل میڈیا بالکل ہی استعمال نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی ہر وقت اس میں مشغول رہنا چاہئے۔

گزشتہ بیس سالوں میں انٹرنیٹ کی دنیا میں جو انقلاب برپا ہوا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ سوشل میڈیا بھی اس کا ایک حصہ ہے۔ اگر دیکھا جائے تو سوشل میڈیا کسی نعمت سے کم نہیں۔ اور جو افراد اس نعمت سے مثبت طور پر فائدہ نہیں اٹھا رہے وہ ترقی کے اس دور میں کسی نہ کسی طور پر پیچھے رہ رہے ہیں یا کم از کم وہ اس دوڑ میں کسی نہ کسی طور پر اپنا وہ کردار ادا نہیں کر رہے جو انہیں کرنا چاہئے۔ خاص طور پر علمی میدان میں۔ مثال کے طور پر جہاں آپ کو کسی معلومات کے حصول کے لئے کئی کتابوں کو ڈھونڈنا پڑتا تھا اور کتب خانوں کے چکر لگانے پڑتے تھے اب آپ کے ایک کلک کرنے پر یہ ساری معلومات با آسانی حاصل کر سکتے ہیں۔ جو کہ آپ کے اخراجات میں بھی کمی کا باعث بن رہے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر آپ کتابیں خرید نہیں سکتے تو اب پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ اب ہزاروں لاکھوں کتب ہر موضوع پر سوشل میڈیا اور مختلف سرچ انجن پر پڑی ہوئیں ہیں۔ بس آپ نے موضوع اپنی دلچسپی کے ماتحت منتخب کرنا ہے خواہ وہ دینی ہو یا سائنسی، تکنیکی ہو یا فنی، معاشی ہو یا اقتصادی، سماجی یا معاشرتی غرض یہ کہ دنیا کا کوئی بھی موضوع ہو آپ با آسانی اس کے بارہ میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ ڈاؤن لوڈ کرنا چاہتے ہیں کر لیں۔ آپ اسے سننا چاہتے ہیں سن لیں۔ آپ اس کا پرنٹ لینا چاہتے ہیں پرنٹ کر لیں۔ اگر آپ دینی علوم کے حوالہ سے جائزہ لیں تو صرف قرآن کریم کی مثال ہی لے لیں، قرآن پاک کا اردو ترجمہ کسی بھی عالم دین کا بیان فرمودہ ترجمہ ہو آپ جب چاہیں اس سے استفادہ کر سکتے ہیں خواہ وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان فرمودہ ترجمہ و تفسیر ہو خواہ خلفائے احمدیت کا بیان فرمودہ ترجمہ و تفسیر، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حال ہی میں جماعت احمدیہ کی طرف سے جاری کردہ ویب سائٹ جس میں قرآن کے بارہ میں تمام تفصیلات اور علوم کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے، کا افتتاح فرمایا ہے۔ اسی طرح احادیث کی تمام کتب، تاریخ کی تمام کتب، طب سے متعلق تمام کتب، فقہی مسائل سے متعلق، دنیاوی لحاظ سے کوئی بھی معلومات ہو۔ مثلاً اگر آپ دیوارِ چین کے بارہ میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ اس سے متعلق تمام معلومات ویڈیوز کی شکل میں آڈیو کی صورت میں یہاں تک کہ ٹیکسٹ کی صورت میں اپنے سامنے پائیں گے، ایک پہلو سے ایک لحہ کے لئے ذرا سوچیں کہ یہ کتنی بڑی نعمت ہے، اگر آپ ایک طالب علم ہیں اور آپ کو دیوارِ چین کے حوالہ سے ایک تحقیقاتی مقالہ لکھنا پڑ جائے اور آپ کے پاس یہ ٹیکنالوجی موجود نہ ہو یا آپ کو یہ تحقیقاتی مقالہ آج سے تیس سال پہلے لکھنے کے لئے دیا جاتا تو کس قدر محنت اور پیسے اور سفر کی ضرورت درکار ہوتی۔ غرض دنیا کا کوئی علم نہیں جو ایک کلک کرنے سے آپ کی دسترس میں نہ ہو۔ گوگل نے دنیا بھر کی انفارمیشن لا کر ہمارے قدموں میں رکھ دی ہے۔ پہلے بھی کسی معلومات کے حصول کے لئے دور دراز سفر کرنا پڑتے تھے یا پھر بے شمار کتابیں چھاننی پڑتی تھیں۔ مگر اب ایک لفظ گوگل پر لکھ کر سرچ کرنے سے کیا کچھ کھل کر سامنے آ جاتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ آج کل لوگ بلاگز، ای میگزین وغیرہ پڑھنے کو اخبارات رسائل و جرائد کی نسبت زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔

سوشل میڈیا جہاں تیز اور فوری معلومات کا ذریعہ ہے وہاں رابطے کا آسان اور سستا ترین ذریعہ بھی ہے۔ ایک وہ وقت تھا جب ہم پاکستان سے برطانیہ، کینیڈا یا امریکہ اپنے عزیز و اقارب کو فون کرتے تھے تو فون ملانے سے پہلے سوچتے تھے کہ کیا بات کرنی ہے اور کتنی مختصر کرنی ہے تاکہ بل زیادہ نہ آ جائے۔ جلد سے جلد بات کر کے ختم کر دیتے تھے اور کم و بیش یہی صورت حال کینیڈا میں مقیم افراد کی ہوتی تھی مگر اب صورت حال یکسر بدل چکی ہے آپ جہاں کہیں بھی ہوں جتنے مرضی فاصلے پر ہوں گھر کے اندر ہوں یا باہر۔ ہزاروں میل دور بیٹھے شخص سے نہ صرف بات کر سکتے ہیں بلکہ اس کو (ویڈیو لنک کے ذریعہ) دیکھ بھی سکتے ہیں اور اس بات کی ذرا برابر بھی فکر نہیں ہوتی کہ بات لمبی کرنے کے نتیجہ میں بل زیادہ آئے گا، لوگ آپس میں گھنٹوں بات کرتے ہیں کام کی بات ختم ہونے کے بعد بھی دو باتیں کرنے والے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اور سناؤ!!! اور سناؤ کا مطلب ہی یہ ہے کہ اب وہ بات جس کے لئے فون ملایا تھا ختم ہو چکی ہے!!!

سوشل میڈیا کے توسط سے آپ دنیا میں پائے جانے والے مختلف معاشروں اور ان کی اقدار کو با آسانی جان سکتے ہیں مثلاً مغربی معاشرہ اور اس کے طور طریقے، مشرقی معاشرہ اور اس کے طور طریقے، یہاں تک کہ ایک ہی ملک میں پائے جانے والے مختلف معاشرتی طور طریقے۔ بایں ہمہ آپ دنیا بھر کی خبریں، ادب، افسانے، شاعری، طنز و مزاح، کھیل وغیرہ جس جس مضمون میں جو بھی دلچسپی رکھتا ہے اس سے متعلق معلومات لے سکتے ہیں۔ آپ مختلف پلیٹ فارم پر اپنا اکاؤنٹ بنا کر اپنی آمدنی بھی بنا سکتے ہیں اور ایک اچھی آمدن بنا سکتے ہیں خاص طور پر آج کے اس عالمی وبائی (کورونا) دور میں جہاں کچھ پابندیوں کا سامنا بھی ہے، گھر بیٹھے آپ آمدنی پیدا کر سکتے ہیں۔ مگر یہاں یہ بات ضرور مدنظر رکھنی چاہئے کہ جہاں یہ آمد کا ذریعہ ہے وہاں کچھ لوگوں نے اس حوالہ سے لوٹ مار کا سلسلہ بھی شروع کیا ہوا ہے وہ مختلف طریقوں سے پیسے بٹورتے ہیں اور باتوں باتوں میں کریڈٹ کارڈ کا نمبر لے کر رقم بٹورتے ہیں۔ اس حوالہ سے کبھی بھی کسی کو کوئی ذاتی معلومات خاص طور پر بنک اکاؤنٹ اور دیگر کارڈز کی معلومات ہرگز ہرگز مت دیں۔

جیسے غلط کام کا نتیجہ غلط اور صحیح کا صحیح ہوتا ہے اسی طرح سوشل

میڈیا کے درست سمت میں درست استعمال سے فوائد اور غلط استعمال سے نقصانات کا اندیشہ ہوسکتا ہے۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس کے فوائد اس کے نقصانات سے زیادہ ہیں اگر آپ اس کا مثبت پہلو سے استعمال کریں تو۔

سوشل میڈیا کا سب سے بڑا نقصان اس کا حد سے زیادہ استعمال ہے۔ جو آپ کی صحت پر منفی اثرات ڈالتا ہے۔ خاص طور پر آپ کی آنکھوں کی بینائی پر۔ بسا اوقات اخلاقی گراوٹ، نہ مناسب الفاظ، بے ہودہ گفتگو، منفی رویہ، فتنہ وفساد، بغیر سوچے سمجھے الفاظ کا چناؤ، غلط خبروں کا پھیلاؤ، اپنے اکاؤنٹ کی یا ویڈیو کی پسندیدگی ، اور مقبولیت بڑھانے کی غرض سے ہر طرح کے منفی ہتھکنڈے استعمال کرنا، وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ سوشل میڈیا پر جہاں ہر طرح کی آزادی رائے ہے وہاں یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ بغیر کسی تحقیق کے خبریں آگے پھیلاتے رہتے ہیں اور ایسے لوگوں کے ذہنوں میں صرف یہ بات ہوتی ہے کہ دوسرے لوگوں کو یہ پتہ چلے کہ میں نے سب سے پہلے یہ خبر یا بات بتائی تھی اس طرح کے لوگ بعض اوقات اتنی غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ ایک زندہ شخص کے بارہ میں ایسی خبر پھیلا دیتے ہیں کہ جو سراسر مفروضے پر مبنی اور بے بنیاد ہوتی ہے، مثلاً کسی ایسے شخص کے بارہ میں جو ہسپتال میں زیر علاج ہے خبر پھیلا دینا کہ وہ فوت ہوگیا ہے جب کہ حقیقت میں وہ زندہ ہوتا ہے بعد تصدیق سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ حیات ہے اور پہلے سے بہتر ہے۔ ایسے لوگوں کو یہ سوچنا چاہئے کہ ان کی اس حرکت کے نتیجہ میں ان کی اپنی ہی شخصیت خراب ہوتی ہے اور معاشرہ میں وہ اپنی ساکھ کھو بیٹھتے ہیں۔ خاص طور پر جب جماعتی حوالہ سے کوئی خبر آئے تو اس پر بہت ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ اور جو عہدیدار یہ امور بجالانے کے ذمہ دار ہیں انہیں یہ کام کرنے دیا جائے۔ سوشل میڈیا پر غیر اخلاقی سرگرمیوں کا حصہ نہیں بننا چاہئے کیونکہ اس سے نہ صرف وقت کا ضیاع ہوتا ہے بلکہ توانائی کا ضیاع اور بسا اوقات شرمندگی کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ سوشل میڈیا پر لوگوں نے شخصی آزادی کا بھی بہت حد تک غلط استعمال کیا ہے۔ جس کا جو دل کرتا ہے وہ سوشل میڈیا پر ڈال دیتا ہے۔ عدم برداشت بڑھ گیا ہے، دوسروں کی رائے کا احترام باقی نہیں رہا۔ بعض پلیٹ فارم پر تو گالم گلوچ کا سلسلہ چل رہا ہوتا ہے۔ سوشل میڈیا پر بعض لوگوں نے اپنا ذاتی ڈیٹا اپ لوڈ کیا ہوتا ہے جو بہت آسانی سے غلط لوگوں کے ہاتھ چڑھ جاتا ہے، خاص طور پر تصاویر وغیرہ اس طرح بعض افراد عوام الناس کو بلیک میل اور ہراساں کرتے ہیں۔ سوشل میڈیا پر طرح طرح کے لوگ بیٹھے ہوتے ہیں جہاں کسی کو جاننا اور پہچاننا بہت مشکل ہے لہٰذا اس پہلو سے بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میڈیا نے پوری دنیا کو ایک گلوبل ویلیج بنا دیا ہے۔ سوشل میڈیا ایک خبر کو یا معلومات کو ایک دوسرے تک پہنچانے کا سب سے تیز ترین ذریعہ ہے۔ بسا اوقات وہ معلومات اور خبریں جو چینلز ہم تک نہیں پہنچاتے سوشل میڈیا ان کا پردہ چاک کر دیتا ہے۔ لیکن باشعور اور سمجھدار لوگ ان باتوں کو سمجھتے ہیں اور ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اپنی حدود کو بخوبی سمجھتے ہیں۔

ایک منفی پہلو اس کا یہ بھی ہے کہ لوگوں نے آپس میں ملنا ملانا چھوڑ دیا ہے۔ رشتہ داریاں اب صرف سوشل میڈیا تک ہی محدود ہو گئی ہیں۔ یا یوں کہئے کہ خوشی وغمی کے مواقع پر بھی اب لوگ کسی کی وفات پر اظہار افسوس یا خوشی کے موقع پر اظہارِ خوشی سوشل میڈیا پر ہی کر لیتے ہیں۔ کورونا کی وبا کے دوران تو بعض مجبوریاں سمجھ میں آتی ہیں مگر جب کورونا کا نام ونشان بھی نہیں تھا تب بھی لوگ اسی روش پر عمل کرتے نظر آتے تھے۔ ایسا بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ مائیں چھوٹے چھوٹے بچوں کو موبائل ہاتھ میں تھما دیتی ہیں اور پھر فیس بک اور واٹس ایپ اور دیگر میڈیا ایپ کے ذریعہ سے ایک الگ دنیا میں چلی جاتیں ہیں، اس حوالہ سے مرد حضرات بھی کچھ کم نہیں بعض دفعہ تو آپ دیکھیں گے کہ بعض مرد حضرات تو ہر وقت آن لائن ہی رہتے ہیں اور مختلف گروپس میں بے جا پوسٹ کرتے چلے جائیں گے گویا اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان کے روحانی درجات میں کمی واقع ہو جائے گی۔

سوشل میڈیا آج کے انسان کو وہ کچھ دکھا رہا ہے جس کا تصور بھی کچھ سالوں پہلے تک نہیں کیا جاسکتا تھا۔ شعور کی آنکھ سے دیکھا جائے تو میڈیا اپنی ذات میں اچھا یا برا نہیں۔ بلکہ اس کا استعمال اس کو اچھا اور برا بنا دیتا ہے۔

ٹوئٹر اور فیس بک اور دیگر ویب سائٹ کے ذریعہ دنیا بھر میں جو کچھ ہو رہا ہے آپ سب کچھ گھر بیٹھے جان سکتے ہیں۔ ملکی حالات اور سیاست سے بخوبی باخبر رہ سکتے ہیں۔

اسی طرح میڈیا میں شامل زوم پر ہونے والی آن لائن کلاسیں (دینی و دنیاوی) ہیں۔

جماعت احمدیہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس ٹیکنالوجی سے بھرپور اور مثبت طور پر فوائد حاصل کر رہی ہے۔ اس میں ہمارے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت وجود سے براہ راست مختلف کلاسسز، اور میٹینگز میں راہنمائی لینا، اور پھر مستفیض ہونا بھی شامل ہے۔ عمومی رنگ میں ہر طبقہ استفادہ کر رہا ہے۔

اگر مزید بات کریں سوشل میڈیا کے نقصانات کی تو وہ ہماری ذرا سی لاپرواہی اور بے توجہی کے سبب بسا اوقات بے حد خطرناک نتائج سامنے لاسکتا ہے۔

سوشل میڈیا کے استعمال سے بعض دفعہ آپ نہیں جان پاتے کہ آپ کس عمر کے بندے سے بات کر رہے ہیں آپ کو علم نہیں، اور نہ ہی آپ جان پاتے ہیں کہ مخاطب مرد ہے یا عورت، بچہ ہے یا بوڑھا۔ نتیجتاً بات چیت کے شدید نقصانات وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہتے ہیں۔ ادب و احترام کا لحاظ نہیں رکھا جاتا اور گفتگو کا اختتام گالم گلوچ پر ہوتا ہے۔

سوشل میڈیا برائی اور اچھائی کا مشترکہ مجموعہ ہے۔ لہٰذا اس کا استعمال احتیاط سے کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ کچھ لوگ سوشل میڈیا پر تو بہت خوش اخلاق ہیں اور بڑے بڑے مدبر روحانی اور دنیاوی شخصیات کے اقوال ایک دوسرے کو بھیجتے رہتے ہیں مگر عملی وحقیقی زندگی میں ان کی صورت حال برعکس ہوتی ہے۔ بسا اوقات یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ ازدواجی اور عائلی مسائل پیدا ہوجاتے ہیں اور معاملات غیر متوازن ہو جاتے ہیں ہمیں سوشل میڈیا اور اپنی سماجی، معاشرتی اور عائلی زندگی میں توزان رکھنے کی بہت ضرورت ہے۔ مرد کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے اور عورت کو اپنی۔ اسی طرح بچوں کو مناسب طور پر ساتھ لے کر چلنا چاہئے چونکہ سوشل میڈیا کے استعمال کا ایک بہت اہم اور آسان ذریعہ موبائل فون ہے۔ اس حوالہ سے ہم سب کو پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے درج ذیل ارشاد پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے 16 ستمبر 2011ء کو مجلس اطفال الاحمدیہ جرمنی سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''آج کل یہاں بچوں میں ایک بیماری بڑی ہے، ماں باپ کو مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمیں موبائل لے کر دو۔ دس سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو موبائل ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہئے۔ آپ کوئی بزنس کر رہے ہیں؟ آپ کوئی ایسا کام کر رہے ہیں جس کی منٹ منٹ کے بعد فون کر کے آپ کو معلومات لینے کی ضرورت ہے؟ پوچھو تو کہتے ہیں ہم نے اپنے ماں باپ کو فون کرنا ہوتا ہے۔ ماں باپ کو اگر فون کرنا ہوتا ہے تو ماں باپ خود پوچھ لیں گے۔ اگر ماں باپ کو آپ کے فون کی فکر نہیں ہے تو آپ کو بھی نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ فون سے بھی غلط عادتیں پیدا ہوتی ہیں۔

(باقی صفحہ 28)

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لیے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون نمبر یا سیل نمبر ضرور لکھیں۔

دعائے مغفرت

☆ مکرم حسان رشید چوہدری صاحب

12 ستمبر 2021ء کو مکرم حسان رشید چوہدری صاحب بریمپٹن جماعت 61 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن. 16 اگست 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ایک بجے مکرم پروفیسر مختار احمد چیمہ صاحب وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور دو بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور اس کے بعد مرحوم کے چچا مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب پیس ویلج نے دعا کرائی۔ مرحوم نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، خلیق، ملنسار، ہمدرد و خیر خواہ تھے۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ محترمہ طاہرہ حسان صاحبہ اور تین بیٹے مکرم مبرور حسان صاحب ملٹن، مکرم خالد حسان صاحب بریمپٹن، مکرم نعمان حسان صاحب آف سینٹ کیتھرائن کے علاوہ ایک بھائی مکرم شاہد محمود صاحب یو کے، چار بہنیں محترمہ فہمیدہ اختر صاحبہ لاہور، محترمہ نویدہ اختر صاحبہ، محترمہ فریدہ اختر صاحبہ یو کے اور محترمہ بشریٰ قمر صاحبہ جرمنی یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم معراج خالد گھمن صاحب

19 ستمبر 2021ء کو مکرم معراج خالد گھمن صاحب بریمپٹن کاسل مور حلقہ 89 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 20 ستمبر 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ایک بجے مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب سابق مربی سلسلہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور دو بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور اس کے بعد مکرم مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔ مرحوم، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت چوہدری غلام احمد گھمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ آپ بہت مخیّر تھے، انہوں نے طاہر ہومیو پیتھی ہسپتال ربوہ، ایوانِ طاہر، مسجد بیت النور کیلگری، مسجد مبارک بریمپٹن وغیرہ کی تعمیر میں دل کھول کر مالی قربانی پیش کی۔ اور اپنی اولاد میں بھی مالی قربانی کے جذبہ کو بیدار کیا۔ آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار، ہمدرد و خیر خواہ، غریب پرور، صلہ رحمی کرنے والے اور دعا گو بزرگ تھے۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ صدق ووفا کا گہرا تعلق تھا۔ پسماندگان میں تین بیٹے مکرم کرنل (ر) چوہدری فاروق خالد صاحب کاسل مور، مکرم داؤد خالد صاحب، مکرم چوہدری منصور خالد صاحب، ایک بیٹی محترمہ الماس کوثر صاحبہ اور ایک بھائی مکرم چوہدری صلاح الدین گھمن صاحب بریمپٹن یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اعزا و اقارب کینیڈا میں مقیم ہیں۔

☆ مکرم محمد سلیم چوہدری صاحب

24 ستمبر 2021ء کو مکرم محمد سلیم چوہدری صاحب وان نارتھ جماعت 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 27 ستمبر 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ایک بجے مکرم قاسم احمد لطیف صاحب مینیجر احمدیہ فیونرل ہوم سروسز نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور دو بجے نیشول قبرستان میں تدفین ہوئی اور اس کے بعد مکرم قاسم لطیف صاحب نے ہی دعا کرائی۔ آپ نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار، ہمدرد و خیر خواہ اور دعا گو بزرگ تھے۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ پسماندگان میں دو بیٹے مکرم ریحان محمود صاحب وان نارتھ، مکرم وسیم احمد صاحب، پیس ویلج ایسٹ، دو بیٹیاں محترمہ مبارکہ ریحان صاحبہ بیری، محترمہ صادقہ بی بی صاحبہ احمدیہ ابوڈ آف پیس، دو بھائی مکرم چوہدری رشید احمد صاحب بریمپٹن، مکرم مظفر احمد صاحب ربوہ اور ایک ہمشیرہ محترمہ حفیظہ احمد صاحبہ جرمنی یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ امۃ الحفیظ ملک صاحبہ

25 ستمبر 2021ء کو محترمہ امۃ الحفیظ ملک صاحبہ مسس ساگا ویسٹ جماعت 92 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 28 ستمبر 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں ایک بجے مکرم شفقت محمود صاحب نیشنل سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور دو بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور اس کے بعد مکرم شفقت محمود صاحب نے ہی دعا کرائی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت ملک امام دین رضی اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار، ہمدرد و خیر خواہ، صلہ رحمی کرنے والی دعا گو بزرگ خاتون تھیں۔ آپ کا نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ پسماندگان میں تین بیٹے مکرم مظفر احمد ملک صاحب مسس ساگا ویسٹ، مکرم منور احمد ملک صاحب، مکرم ڈاکٹر محمد رفیع صاحب اور دو بیٹیاں محترمہ تسنیم کوثر صاحبہ اور محترمہ رفعت سبحانی صاحبہ امریکہ یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ محترمہ فریال احمد چوہدری صاحبہ

24 ستمبر 2021ء کو محترمہ فریال احمد چوہدری صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر شاہد احمد صاحب پیل ویلج بریمپٹن جماعت 28 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ یکم اکتوبر 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں پونے ایک بجے مکرم پروفیسر مختار احمد چیمہ صاحب وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور ڈیڑھ بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اور اس کے بعد مکرم مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔

پسماندگان میں سوگوار شوہر مکرم ڈاکٹر شاہد احمد صاحب، والد مکرم افتخار احمد چوہدری صاحب، والدہ محترمہ محمودہ ناز صاحبہ، ایک بھائی مکرم محمد فہد چوہدری صاحب، ایک ہمشیرہ محترمہ فرح چوہدری صاحبہ پیل ویلج بریمپٹن اور دو چچا مکرم ڈاکٹر وقار احمد چوہدری صاحب میری لینڈ امریکہ، مکرم چوہدری ممتاز احمد صاحب لاہور یادگار چھوڑے ہیں۔

محترمہ فریال احمد چوہدری صاحبہ عین جوانی میں ہی وفات پا گئیں جو سارے خاندان کے لئے بہت بڑا صدمہ ہے۔

☆ محترمہ سیدہ امۃ الہادی ناصر صاحبہ

3 اکتوبر 2021ء کو محترمہ سیدہ امۃ الہادی ناصر صاحبہ اہلیہ مکرم مشتاق احمد ناصر صاحب مرحوم، حلقہ مسجد مبارک بریمپٹن ویسٹ 87 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 6 اکتوبر 2021ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں

ایک بجے مکرم عمیر احمد خان صاحب مربی سلسلہ بریمپٹن نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔اوردو بجے بریمپٹن میموریل گارڈن قبرستان میں تدفین ہوئی اوراس کے بعد مکرم مربی صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ نصف صدی سے کینیڈا میں مقیم تھیں۔پاکستان، مشرق وسطیٰ کے علاوہ کینیڈا میں بھی مختلف حیثیتوں سے لجنہ اماء اللہ میں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے مشہور صحابی حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید رضی اللہ تعالیٰ آف کابل کی پوتی تھیں۔آپ نیک، صالحہ، صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، خلیق، ملنسار، مہمان نواز اور دعا گو بزرگ خاتون تھیں۔ نظام جماعت خلافت کے ساتھ صدق و وفا کا گہرا تعلق تھا۔

پسماندگان میں ایک بیٹا مکرم زبیر احمد صاحب امریکہ، تین بیٹیاں محمودہ مینا ناصر صاحبہ، محترمہ وحیدہ لئیق صاحبہ بریمپٹن ویسٹ ، محترمہ امۃ الشافی احمد صاحبہ مالٹن، ایک ہمشیرہ سیدہ ناصرہ لطیف صاحبہ، دو بھائی مکرم صاحبزادہ جمیل لطیف صاحب اورمکرم صاحبزادہ عبدالحی لطیف صاحب امریکہ یادگار چھوڑے ہیں۔مرحومہ کے اور اعزاواقارب بھی شمالی امریکہ میں مقیم ہیں۔

☆مکرم حسان الحق صاحب

نوبلٹن کے مکرم حسان الحق صاحب 4 اکتوبر 2021ء کو 76 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّـا لِلّٰهِ وَ اِنَّـا اِلَيْـهِ رَاجِعُوْن۔ 7 اکتوبر کو پسماندگان کے عزیز المکرّم آدم الیگزنڈر عابد صاحب لوکل مربی پیس ویلیج نے مسس ساگا میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی اورنیشول قبرستان میں تدفین کے بعد انہوں نے ہی دعا کرائی۔مکرم حسان سنگرامی صاحب پیشہ کے لحاظ سے ایک کامیاب پریس فوٹو گرافر تھے۔مخلوقِ خدا سے ہمدردی کی وجہ سے اپنوں اور غیروں میں مقبول تھے۔خلیق، ملنساراورایک اچھے انسان تھے۔آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ ماجدہ خاتون صاحبہ، دو بیٹے مکرم عاصم بلال صاحب، مکرم عامر بلال صاحب کلائن برگ، دو بیٹیاں محترمہ صبا امروز ہادی صاحبہ وان نارتھ اور محترمہ نورالنداء صاحبہ لاہور یادگار چھوڑی ہیں۔

یادرہے کہ حکومت کینیڈا کے جملہ قواعد وضوابط اورسماجی فاصلے کی شرائط کو برقرار رکھتے ہوئے نماز ہائے جنازہ اورقبرستان میں تدفین کے مواقع پر صرف چند اعزہ واقارب نے ہی شرکت کی۔

ادارہ مذکورہ بالا مرحومین کے تمام پسماندگان سے دلی تعزیت کرتا ہے۔اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مرحومین کے لواحقین اور عزیزوں کو صبر جمیل بخشے ۔اور اُن کی نیکیوں اور خوبیوں کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے ساتھ مغفرت اور بخشش کا سلوک فرمائے۔آمین!

چندہ وقفِ جدید

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ وقفِ جدید کا مالی سال 31 دسمبر 2021ء کو اختتام پذیر ہورہا ہے اورسیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جنوری کے شروع میں وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان فرماتے ہیں۔

☆ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ جن دوستوں نے ابھی تک اپنے وعدہ جات کے مطابق وقفِ جدید کا چندہ ادا نہیں کیا وہ جلد از جلد ادا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

☆ ایسے احباب سے بھی درخواست ہے جو ابھی تک اس بابرکت تحریک میں شامل نہیں ہوسکے وہ اس میں شامل ہو کر خدا تعالیٰ کی برکات وفیوض کے وارث بنیں۔رقم خواہ معمولی ہی کیوں نہ ہو۔ افرادِ خاندان میں سے ہر ایک کو اس میں حصہ ضرور لینا چاہئے ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اموال ونفوس میں برکت ڈالے اورآپ کی مالی قربانیوں کو اپنے فضل سے قبول فرمائے۔آمین۔

ندیم محمود

نیشنل سیکرٹری وقف جدید جماعت احمدیہ کینیڈا

احمدیہ گزٹ کے قارئین کرام سے ایک ضروری گزارش

ایسے احباب جو چاہتے ہیں کہ انہیں احمدیہ گزٹ کینیڈا بذریعہ ڈاک نہ بھجوایا جائے ۔ بلکہ وہ آن لائن پڑھنا زیادہ مناسب سمجھتے ہیں۔آپ سے درخواست ہے کہ ادارہ کو اپنے کوڈ نمبر کے ساتھ جلد از جلد مطلع فرمائیں۔تاکہ انہیں بذریعہ ڈاک گزٹ نہ بھجوایا جائے۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

manager@ahmadiyyagzette.ca.

Mobile: 647-988-3494

tajnid@ahmadiyya.ca.

905-303-4000 ext.2235

تقریب نکاح

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 20 اگست 2021 کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم ڈاکٹر ندیم احمد ملک صاحب و محترمہ لبنیٰ ارم ملک صاحبہ کے سب سے بڑے صاحبزادے مکرم ڈاکٹر طٰہٰ احمد ملک صاحب آف آسٹن امریکہ کا نکاح مکرم محمود اختر خاں صاحب ومحترمہ روبینہ تبسم صاحبہ ٹرانٹو امارت کی صاحبزادی محترمہ صبا خاں صاحبہ کے ساتھ طے پایا۔

مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے بعوض بیس ہزار کینیڈین ڈالرز حق مہر کے ساتھ اس نکاح کا اعلان فرمایا۔فریقین کے ایجاب قبول کرنے کے بعد مکرم مولانا موصوف نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی

یہ امر قابل ذکر ہے کہ دولہا اوردلہن کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے خاندان سے ہے۔اور یہ دونوں انتہائی مخلص گھرانوں کے چشم وچراغ ہیں۔

احباب جماعت سے اس نکاح کے بابرکت اور باثمر ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بقیہ از شوشل میڈیا اورانٹرنیٹ کے فوائد اورنقصانات

فونوں سے بعض لوگ خود رابطے کر لیتے ہیں جو پھر بچوں کو ورغلاتے ہیں، گندی عادتیں ڈال دیتے ہیں، بیہودہ قسم کے کاموں میں ملوث کر دیتے ہیں۔اس لئے یہ فون بھی بہت نقصان دہ چیز ہے۔اس میں بچوں کو ہوش ہی نہیں ہوتی کہ وہ انہی کی وجہ سے غلط کاموں میں پڑ جاتے ہیں۔اس لئے اس سے بھی بچ کر رہیں۔‘‘

(ہفت روزہ اخبار بدر قادیان۔ 13 ستمبر 2012ء، صفحہ 10)

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں جدید ٹیکنالوجی کے صحیح، درست اورسود مند ذرائع اوروسائل کو استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!